عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت [illegible] روپے

جلد: ۲۶ | ۲ تا ۹ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۳ جولائی ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۲۷

رشد و ہدایت

حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کا خط

علماء و خطباء کے نام

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا مستند تذکرہ

حقوقِ خاندان کی ادائیگی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

نعت میں میوزک:

(محمد نعیم' لاہور)

س:...... آج کل مختلف کمپنیاں نعتوں میں میوزک شامل کر رہی ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

ج:...... میوزک خواہ کسی شے کے ساتھ شامل ہو' اس کا سننا حرام ہے۔ چنانچہ نعت ہی کیا' اگر خدانخواستہ قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ میوزک شامل کرلیا جائے تو ایسی تلاوت سننا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

رسم و رواج کی جکڑ بندیاں:

(علی احمد' بلوچستان)

س:...... میں سرکاری ملازمت کرتا ہوں' لیکن اب تک میری شادی نہیں ہوئی' اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے جہیز سے نفرت ہے' جبکہ ہمارے علاقے میں لڑکے والے جہیز دیتے ہیں' جو تقریباً ایک لاکھ تک ہوتا ہے' جبکہ میری مالی حالت اچھی نہیں ہے' اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... شریعت نے نکاح کو آسان بنایا تھا اور زنا کو مشکل' مگر افسوس! کہ اب لوگوں نے رسم و رواج کی جکڑ بندیوں میں اپنے آپ کو جکڑ کر نکاح کو مشکل بنادیا ہے۔ آپ کسی دوسری برادری میں نکاح کرلیں اور مناسب حق مہر کا انتظام کرلیں اور اپنی پاکیزہ زندگی گزاریں۔

دیکھا جائے تو موجودہ دور میں اکثر و بیشتر بے راہ رویوں اور زنا کاریوں کا سبب یہی رسم و رواج ہے' کیونکہ جب کسی کے پاس اتنی رقم

مولانا سعید احمد جلال پوری

نہ ہوگی تو وہ نکاح کے بجائے غلط کاری کی راہ اختیار کرے گا۔

لڑکے' لڑکی کے حقوق:

(الماس خان' راولپنڈی)

س:...... اسلامی تعلیمات کی روشنی میں لڑکا' لڑکی کے حقوق برابر ہیں' جبکہ دیکھا گیا ہے کہ والدین لڑکوں پر بہت توجہ دیتے ہیں اور لڑکیوں کو نظرانداز کردیتے ہیں' اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... بحیثیت اولاد لڑکے' لڑکی کے برابر کے حقوق ہیں' جو لوگ لڑکوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں اور لڑکیوں کو نظرانداز کرتے ہیں' وہ مشرکین مکہ کا کردار ادا کرتے ہیں' ایسے لوگوں کو اللہ کے غضب سے ڈرنا چاہئے۔

جائیداد پر بیٹی کا حصہ کم کیوں؟

(محمد شہزاد' لندن)

س:...... اسلام میں جائیداد کی تقسیم کے بارے میں بیٹا اور بیٹی کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... بیٹے کو شرعاً بیٹی کی نسبت دوہرا حصہ ملے گا' کیونکہ لڑکے پر ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں' اس لئے کہ لڑکا گھر کے اخراجات کا کفیل ہے' اس کے ذمہ چھوٹے اور نابالغ بہن' بھائیوں کے اخراجات کی ذمہ داری ہے' اگر ماں زندہ ہے تو اس کے اخراجات کا بھی وہی کفیل ہوگا' بیوی بچوں کی ذمہ داری بھی اس کی ہے' جبکہ لڑکی پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے' جب تک ماں باپ یا بھائی کے گھر میں ہے تو اس کے اخراجات ان کے ذمہ ہیں' شادی کے بعد شوہر کے (ذمہ)' شوہر کا انتقال ہوجائے تو اولاد پر اس کی ذمہ داری ہے' اگر کوئی نہ ہو' تب بھی بیت المال اس کے اخراجات کا ذمہ دار ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی | صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری | مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی | مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا | کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road,Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

علماء اور خطباء کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

انسانیت کی ہدایت وراہ نمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا تھا‘ اس کا اختتام اور تکمیل آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ‘ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ہوگئی۔

ایک سو سے زائد آیات قرآنیہ اور دو سو سے زائد احادیث شریفہ میں صراحت و وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

اگر بالفرض اور خدانخواستہ کوئی بد بخت کسی ایسے دعوے کی جرأت کرے تو وہ کافر مرتد اور واجب القتل ہے‘ چنانچہ چودہ صدیوں کی اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی بد بخت نے ایسی ہرزہ سرائی کی تو امت نے اس کو قطعاً برداشت نہیں کیا۔

جھوٹے مدعیان نبوت کس سلوک و برتاؤ کے مستحق ہیں؟ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طرز عمل امت کے لئے مینارۂ نور ہے‘ چنانچہ اسود عنسی کے فتنہ کی سرکوبی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت فیروز دیلمیؓ کو مامور فرمانا‘ اسود عنسی کا کام تمام کرنے پر آپ کا اس کے لئے ”فاز فیروز“ کی بشارت سنانا‘ مسیلمہ کذاب کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضرت خالد بن ولیدؓ کو مامور فرمانا‘ کارزار یمامہ کا برپا ہونا‘ چالیس ہزار مسیلمیوں کو واصل جہنم کرنا اور ۱۲ سو سے زائد صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا اس میں کام آنا‘ اس کی اہمیت وعظمت کی کافی دلیل ہے۔

شومئ قسمت کہ متحدہ ہندوستان میں انگریز کی چھتری کے نیچے مسیلمہ کذاب کے جانشین اور اس کے ظہور و بروز مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تو مسلمان خون کا گھونٹ پی کر رہ گئے‘ اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو انگریزی حکومت واقتدار کی سرپرستی حاصل تھی جبکہ مسلمان نہتے اور بے بس تھے۔ بایں ہمہ مسلمانوں نے عموماً اور اہل حق علمائے کرام نے خصوصاً اس فتنہ کا ہر میدان میں تعاقب جاری رکھا‘ چنانچہ تحریر وتقریر‘ وعظ وبیان‘ مناظرہ‘ مباہلہ اور مباحثہ ومناقشہ سمیت کسی مرحلہ پر بھی اس کو نہیں چھوڑا‘ بلکہ اس فتنہ کی تردید وسرکوبی کے لئے باقاعدہ ایک جماعت تشکیل دے دی گئی‘ جس کا اوڑھنا بچھونا ہی تردید مرزائیت رہا۔

پورے نوے سال کی جدوجہد کے بعد قادیانی/مرزائی پاکستان میں آئینی طور پر غیر مسلم قرار پائے اور پوری دنیا کی اسلامی تنظیموں نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا‘ نہ صرف یہی بلکہ ملکی وبین الاقوامی اعلیٰ عدالتوں نے بھی ان کو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن قرار دیا۔

یوں قادیانی اپنا کفر آشکارا ہونے پر زیر زمین چلے گئے‘ مگر وہ اپنی ارتدادی سرگرمیوں سے ایک لمحہ کے لئے رکے اور نہ باز آئے‘ اس کے برعکس عام مسلمان بلکہ اہل علم بھی اس غلط فہمی کا شکار ہوگئے کہ فتنہ قادیانیت ختم ہوگیا۔

چنانچہ مسلمانوں اور علماء کرام کی اس غلط فہمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے نفاق وباطنیت کی ردا اور چادر اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کے دین وایمان پر ڈاکا زنی کی مہم تیز کردی‘ بلاشبہ ۱۹۵۳ء‘ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکات میں شامل ہونے والے مسلمان اس فتنہ اور اس کی زہرناکی سے آگاہ تھے لیکن مسلمانوں کی وہ نسل جو ۱۹۸۴ء میں دس سال یا اس سے چھوٹی تھی‘ وہ اس فتنہ کی سنگینی سے قطعاً لاعلم ہے۔

ہمارا فرض بنتا تھا کہ ہم تردید قادیانیت کے تسلسل کو برقرار رکھتے اور نئی نسل کو اس فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کرتے‘ مگر‘ اے کاش! کہ ہم اس سے غافل ہوگئے اور ہماری اس غفلت وکاہلی سے قادیانیوں نے خوب خوب فائدہ اٹھایا اور ہماری نئی نسل جو قادیانی فتنہ کی سنگینی سے لاعلم ونا آشنا تھی‘ ان کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کے لئے طرح طرح کے حربے آزمائے‘ کبھی انہیں نوکری کا لالچ دیا‘ کبھی بیرون ملک سیٹ کرانے کا جھانسہ دیا‘ کبھی شادی اور اچھے مستقبل کے نام پر ورغلایا‘ غرض قادیانی فتنہ پرداز ایک دن بلکہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے مذموم اغراض ومقاصد کی تکمیل سے باز نہ آئے‘ جبکہ دوسری طرف مسلمان کانوں میں تیل ڈال کر سوگئے۔

حد تو یہ ہے کہ علماء، خطباء، مقررین اور واعظوں تک نے اس سے چشم پوشی کر لی، جس کا بدترین نقصان یہ ہوا کہ قادیانی اور مرزائی اندر ہی اندر مسلمانوں کو مرتد بنانے میں مصروف ہو گئے۔ اس تکلیف دہ صورت حال سے بے چین ہو کر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد سجادہ نشین کندیاں شریف دامت برکاتہم نے علماء، خطباء اور اہل علم کے نام ایک خط جاری فرمایا اور انہیں ان کے فرائض کی طرف متوجہ فرماتے ہوئے لکھا کہ:

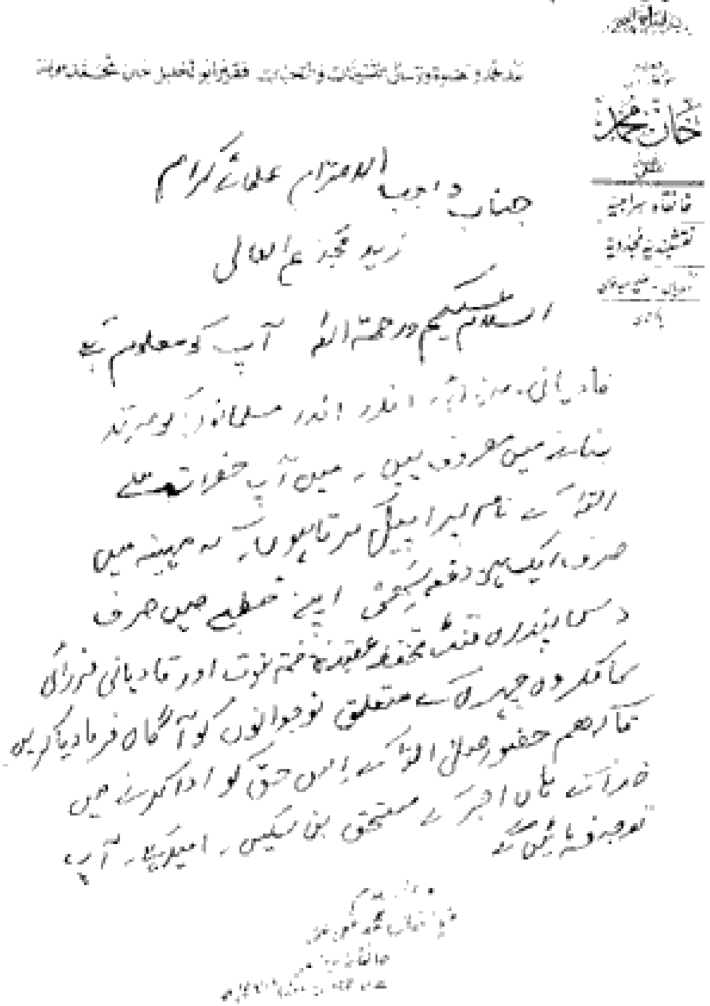
جناب واجب الاحترام علمائے کرام
زید مجدکم العالی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کو معلوم ہے
قادیانی، مرزائی اندر ہی اندر مسلمانوں کو مرتد
بنانے میں مصروف ہیں۔ میں آپ حضرات سے
اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ مہینہ میں
صرف ایک ہی دفعہ جمعہ کے اپنے خطبہ میں صرف
دس پندرہ منٹ تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور قادیانی مرزائی
کا مکروہ چہرہ کے متعلق نوجوانوں کو آگاہ فرما دیا کریں
تاکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حق کو ادا کرنے میں
خدا کے ہاں اجر کے مستحق بن سکیں۔ امید ہے کہ آپ
توجہ فرمائیں گے

حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے خط کا عکس

فون 242555 فیکس 0459-241604

”جناب واجب الاحترام علمائے کرام زید مجدکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی، مرزائی اندر ہی اندر مسلمانوں کو مرتد بنانے میں مصروف ہیں، میں آپ حضرات سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ مہینہ میں صرف ایک ہی مرتبہ کسی اپنے خطبہ میں صرف دس، پندرہ منٹ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانی، مرزائی کا مکروہ چہرہ کے متعلق نوجوانوں کو آگاہ فرما دیا کریں، تاکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حق کو ادا کرنے میں خدا کے ہاں اجر کے مستحق بن سکیں۔ امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے۔

والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ

۲۷/ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ“

حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کے اس درد بھرے مکتوب کی روشنی میں ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ جس سے جو بن پڑے، اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو صرف کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق بنے، ورنہ اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ کل قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ کر ہماری شفاعت کرنے سے انکار فرما دیں کہ تمہارے سامنے میری ردائے ختم نبوت کو تار تار کیا جاتا رہا اور تم نے نہ صرف اس کا سدباب نہ کیا بلکہ تمہارے ماتھے پر کوئی شکن تک نہیں آئی تھی۔ خدانخواستہ اگر کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ کر ہم سے منہ موڑ لیں تو بتلایا جائے ہمارا کیا بنے گا؟ اور ایسی صورت میں ہماری ہلاکت و بربادی میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے؟؟؟؟

رُشد و ہدایت

مولانا حماد اللہ ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ

انسان کی تخلیق کا مقصد:

انسان کی پیدائش کا مقصود یہ ہے کہ اس کا تعلق اپنے خالق سے ہو جائے گویا اللہ تعالیٰ نے پوری مخلوق میں سے صرف انسان کو اپنے تعلق اور قلبی محبت کے لئے منتخب کیا ہے' انسان کو اپنے رب سے محبت اور عشق پیدا ہو جائے اور اس کا وہ دنیا میں عملی طور پر اظہار کرتا رہے' یہ ہے مقصود تخلیق انسان کا' اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور تعلق روح میں رکھا ہے اور وہ روح انسان میں ڈال دی ہے' اس طرح انسان کا تعلق خدا کے ساتھ ذاتی ہے اور دوسری مخلوق کا تعلق خدا کے ساتھ عارضی ہے۔

تعلق ذاتی اور عارضی:

انسان کا ایک بیٹا ہو اور وہ گم ہو جائے تو اس کا غم پوری زندگی رہے گا' کبھی بھول نہیں سکتا' کیونکہ اس سے تعلق ذاتی ہے' اس کے علاوہ اگر کوئی اور چیز اور سامان گم ہو جائے تو اس کا غم رہتا ہے' مگر کچھ وقت تک ہوگا اور اس کی جگہ دوسری چیز لائے گا اور اس سے کام لیتا رہے گا' تو ایک وقت کے بعد اس چیز کو بھول جائے گا' کیونکہ اس سے تعلق عارضی تھا' چنانچہ بار امانت اٹھانے میں بھی انسان آگے بڑھا اس لئے کہ تعلق کی نوعیت ذاتی تھی اور دوسری مخلوق اس امانت سے ڈر گئی اور انکار کیا کہ ہم اس امانت کو نہیں اٹھا سکتے' اس لئے کہ تعلق کی نوعیت عارضی تھی۔

اللہ کے بندوں کی دو قسمیں:

اسی طرح اللہ کے بندوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

۱:......ابرارؔ

۲:......مقربین۔

ابرار سے عمل کا صدور اس مقصد کے لئے ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں بھلائی ہوگی' جنت ملے گی۔ مقربین ایسے لوگ ہوتے ہیں جو دنیا اور آخرت کو نظر انداز کر کے صرف ذات الٰہی کی رضا کو اپنا مقصود بنا لیتے ہیں' ان کی عبادت صرف خوشنودی رب کے لئے ہوتی ہے' وہ یہ نہیں سوچتے کہ دنیا کیسے ہوگی' آخرت میں ہمارے ساتھ کیا ہوگا' ان کے سامنے تو یہ بات ہوتی ہے کہ خدا راضی ہو اور ہم صرف اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہمارا خالق ہے' ہمارا محسن حقیقی ہے' ہمارا منعم ہے' ہم اس کے بندے ہیں' مستقبل میں کیا ہوگا' آخرت میں وہ ہمیں کیا عنایت کریں گے' یہ تو اس کا کام ہے' ہمارا اس سے کیا؟ ہمیں تو صرف اس کی رضا چاہئے' تو یہ لوگ مقربین ہوتے ہیں۔

اس لئے کہا جاتا ہے کہ "حسنات الا ابرار سیئات المقربین" "ابرار کے عمل کے پیش نظر دنیا' آخرت اور جنت ہے' مگر مقربین کے لئے یہ بھی معصیت ہے' ان کے پیش نظر ذات الٰہی کی رضا ہے' تھوڑی سی توجہ بھی غیر اللہ پر پڑ جائے تو ان کے لئے معصیت ہو جاتی ہے' ان کی روح میں محبت الٰہی موجزن ہوتی ہے' اس لئے روح کی توجہ کسی اور چیز کی طرف نہیں پڑتی' ان بندوں کا تعلق ذات حق سے حقیقی طور پر قائم ہو جاتا ہے جو کبھی بھی کمزور نہیں ہوتا اور نہ ہی ختم ہو سکتا ہے۔

تعلق حقیقی کے تین واقعے:

حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلہ والوں نے پالیا تو فوراً کہہ دیا کہ اس کو بیچیں گے تو اچھی رقم مل جائے گی' مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اگر مل جاتے تو وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اس کو فروخت کیا جائے' کیونکہ ان کا تعلق ذاتی تھا اور قافلہ والوں کا تعلق عارضی تھا۔

جب شیریں کے وصال کے لئے فرہاد کو کہا گیا کہ پہاڑ کو کاٹو تو وہ کاٹنے بیٹھ گیا' جو اس کی طاقت سے باہر تھا مگر چونکہ تعلق حقیقی تھا تو سوال نہیں کیا کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا' اس کو تو وصال کی دھن تھی۔

مکران کے حاکم کا بیٹا پنہوں ایک تجارتی قافلہ میں سندھ میں بھنبور میں آیا' یہاں ایک عورت سسی سے عشق ہو گیا' شادی کر لی اور یہاں رہ گیا' بھائی چلے گئے' جب دوبارہ واپس لینے آئے تو دیکھا کہ یہ عشق میں گرفتار ہے اور واپس نہیں ہوگا' دونوں کو نشہ پلایا' اس حالت میں بھائی کو لے گئے' سسی صبح کو اٹھی اور اپنے عاشق کو نہ پایا تو کیچ کا سفر اختیار کیا اور پہاڑوں میں چل پڑی' ابتدائی سفر میں کچھ دوسری عورتیں بھی شریک ہوئیں مگر جب دیکھا کہ منزل دور ہے' سفر میں مشقت ہے' راستہ میں درندے ہوں گے جو ہلاک کریں گے تو وہ سب واپس گھروں کو لوٹ آئیں مگر

سی آگے بڑھتی ہوگئی' اس لئے کہ اس میں عشق موجود تھا' ہمدردوں نے کہا کہ کعبۃ کی مسافت دور ہے اور قافلوں کے سوا کوئی نہیں جاسکتا' اس نے کہا کہ اس کا علاج یہ ہے کہ میں دوڑوں تا کہ فاصلہ طے ہو یا نہیں کہ میں واپس ہوجاؤں۔

محبت کیا کہتی ہے؟:

محبت یہ بات نہیں دیکھتی کہ آگے ہلاکت ہے' محبت کہتی ہے کہ آگے بڑھو' تو انسان نے محبت میں آکر بار امانت اٹھالیا "ظلوما" اٹھانے میں ظلم کیا کہ جس چیز سے ساری مخلوق ڈرگئی' اس نے کیوں اٹھالیا' "جھولا" اس کی تکالیف اور مصائب سے جہل ... رہ گیا۔

انسان خدا کی محبت میں مغلوب الحال ہے' عاشق جب مغلوب الحال ہوتا ہے تو ایسا ہی کرتا ہے:

"زین للناس حب الشہوت من النساء والبنین" انسان کی خواہشات نفس کے لئے کئی چیزیں پیدا کی گئیں جو اس کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں کہ دل ہمارے ساتھ لگاؤ اور شیطان کہتا ہے کہ میں ان کو گمراہ کرنے کے لئے ہر قسم کے حربے اختیار کروں گا' آگے' پیچھے' دائیں' بائیں' اوپر' نیچے سے ان کی طرف آؤں گا پھر دیکھوں گا کہ کون ہیں خدا کے بندے اور خدا سے محبت کرنے والے۔

علم' عمل اور اخلاص نیت سے حاصل کرنا:

طالب علم کو چاہئے کہ علم حاصل کرنے میں کوئی فاسد نیت اور دنیاوی غرض نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اپنی آخرت سنوارنے کے لئے علم دین حاصل کرے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر عمل کا بدلہ نیت پر موقوف ہے اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کی نیت ہو۔ (الحدیث)

عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ علم کے لئے پہلے حسن نیت' پھر عمل' پھر حفظ اور اس کے بعد اس کی اشاعت وترویج کی ضرورت ہے' کسی شخص نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پوچھا کہ حضرت! دین کی یہی باتیں آپ کے دوسرے ساتھیوں نے بھی پڑھی ہیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ آپ کو دیا ہے وہ کسی اور کو نہیں دیا' اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں نے قرآن مجید کو معارف قرآن اور حقائق قرآن کریم سے واقفیت حاصل کرنے کی نیت سے پڑھا' اس لئے انہیں وہ مل گئے' لیکن میں نے اس نیت سے پڑھا کہ اے اللہ! تیرا غلام حاضر ہے' تیرا حکم جاننا چاہتا ہے کہ جس کو یہ اپنی زندگی میں عمل میں لے آئے' تو جو طالب علم اخلاص نیت کے ساتھ علم پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی قبولیت ہوتی ہے' ہمارے اکابرین علماء دیوبند کو اللہ رب العزت نے جو قبولیت عامہ عطا فرمائی تھی' اس کی بنیاد بھی یہی تھی:

عابد کے عمل سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل

اس میں ایک اہم بات یہ سمجھ لیجئے کہ کئی مرتبہ شیطان دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تم ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد پھر اکٹھا عمل کرلینا' جب بھی ذہن میں یہ بات آئے تو سمجھ لینا کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے اور ایسے آدمی کو پھر عمل کی توفیق کبھی نہیں ملتی' اس لئے اس نیت سے پڑھنا چاہئے کہ ادھر پڑھیں گے ادھر عمل کریں گے ادھر تعلیم مکمل ہوگی اور ادھر اس علم پر عمل کی تکمیل ہوگی۔

متعلقہ درجے میں شامل نصابی کتابوں پر کامل توجہ:

ارشاد ربانی ہے:

"والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا"

یعنی جن لوگوں نے ہمارے لئے جدوجہد کی تو ہم ضرور ان کو سیدھی راہ دکھلائیں گے۔

تمنیت ان تمسی فقیھا مناظرا
بغیر عناء والجنون فنون
ولیس اکتساب المال دون مشقۃ
تحملھا فالعلم کیف یکون

یعنی اگر تمہاری خواہش ہے کہ بغیر تکلیف اور مشقت کے عالم فاضل بن جاؤ گے تو یہ پاگل پن اور جنون ہے' کیونکہ جب مال ودولت بغیر مشقت کے نہیں ملتے تو پھر علم جو اس سے بدرجہا افضل واعلیٰ ہے' اس کا حصول بلا مشقت کے کیسے ہوسکتا ہے؟

اس لئے کسی بھی درجے کے طالب علم کے لئے سب سے اہم چیز یہ ہے کہ وہ متعلقہ درجے کے نصاب میں شامل کتابوں اور علوم وفنون پر کامل توجہ دے کر ان میں خوب مہارت حاصل کرے' چونکہ ہمارے درس نظامی میں ہر اگلا درجہ پچھلے درجے سے مشکل ہوتا ہے' اس لئے ہر طالب علم اپنے درجے کی کتابوں کو خوب محنت سے پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرے اور متعلقہ فن میں رسوخ حاصل کرنے کے لئے اپنی پوری صلاحیتوں کو اس میں صرف کرے۔

تحریر وکتابت کی مشق:

دور حاضر میں اسلام کے خلاف مغربی اور طاغوتی پرنٹ میڈیا کی جو یلغار ہے' اس کے مقابلے لئے ضروری ہے کہ فن تحریر اور کتابت سیکھنے اور اس میں نکھار پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے' تحریر کا اصل حسن اس کا ادبی معیار' اس کی سلاست و روانی' شستگی وشائستگی اور اس کے فنی قواعد پر پورا اترنا ہے' اس حوالے سے ہمارے مدارس میں جو کمی محسوس کی جاتی ہے' اسے دور کرنے کے لئے طلبہ کرام اپنے طور پر اس کی مشق کریں' مضمون نویسی کے لئے اگرچہ بڑی حد تک استاد کی رہنمائی ضروری ہے لیکن ذوق رکھنے والے طالب علم خود بھی اس میدان میں آکے

بڑھ سکتے‘ ایک اچھا قلم کار‘ ادیب اور شاعر بننے کے لئے اچھے قلم کاروں‘ ادیبوں اور شاعروں کی کتابوں اور مضامین کا مستقل مطالعہ ضروری ہے‘ اردو انشاء تحریر میں ہمارے اکابرین میں سے حضرت مدنیؒ حضرت تھانویؒ کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزادؒ مولانا مناظر احسنؒ مولانا سید سلیمان ندویؒ مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ مولانا سید ابوالحسن ندوی اور مولانا الطاف حسین حالی رحمہم اللہ وغیرہ کی کتابوں سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

خارجی مطالعہ:

نصابی کتابوں پر محنت اور توجہ کے ساتھ ساتھ طالب علم کے لئے فارغ اوقات میں مفید اور معلوماتی غیر نصابی کتابوں کا مطالعہ بھی ضروری ہوتا ہے اور جس طالب علم کا خارجی مطالعہ وسیع ہوگا‘ اس کے علم میں اس قدر گہرائی اور وسعت پیدا ہوگی اور نصابی کتابوں کے لئے اس کی استعداد بڑھتی جائے گی‘ خارجی مطالعہ کے سلسلے میں مبتدی طالب علم کو مطالعے کے لئے کتابوں کے انتخاب میں اپنی اساتذہ سے مشورہ لینے کی از حد ضرورت ہے‘ اپنی اساتذہ سے پوچھ کر ابتداً آپ ﷺ کی سیرت کی چند مستند کتابوں اور اس کے بعد صحابہ کرامؓ کی سیرت‘ طریقہ دعوت‘ طریقہ جہاد اور طریقہ سیاست کا گہرا مطالعہ کیا جائے‘ بعدازاں اسلامی تاریخ کی دعوت و عزیمت‘ اسلام کے نظام خلافت‘ نظام دعوت و جہاد‘ نظام معاشرت پر لکھی گئی علماء ملت کی کتابیں پڑھی جائیں۔

تقریر و بیان کا طریقہ سیکھنا:

ایک طالب علم کے لئے تقریر و بیان کا طریقہ سیکھنا بھی اشد ضروری ہے‘ اس لئے کہ ہمارے اکثر مدارس میں ادبی انجمنیں قائم ہوتی ہیں‘ ان میں دلچسپی رکھنے والے طلبہ ہی اچھے خطیب اور مقرر بن کر نکلتے ہیں‘ اس لئے اس اہم فن کو سیکھنے میں کسی بھی سستی سے احتراز کیا جائے اور تقریر کے اندر بھی کسی دوسرے مقرر کی نقالی کے بجائے اپنی ادا میں ہی بولنے کی مشق کی جائے۔

عربی بول چال کی طرف توجہ دینا:

عجمی ماحول میں تربیت پانے کی وجہ سے ہماری یہ کمزوری باقی رہتی ہے کہ درس نظامی کی بہت ساری کتابیں پڑھنے کے باوجود عربی بول چال اور قدیم و جدید عربی کے درمیان تفاوت کے پہچان سے ہم کافی حد تک عدم واقفیت سے دوچار رہتے ہیں‘ اس لئے اس کمی کو دور کرنے کے لئے طلبہ ابتداء ہی سے اپنے ہم نشین ساتھیوں سے عربی میں گفتگو اور تکرار کرنے کو فروغ دیں اور انجمنوں میں عربی تقریر کرنے کی کوشش کریں‘ اسی طرح عربی اخبارات اور رسائل کے مطالعہ کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

شاہراہ علم کے ہم سفر ساتھیو!

مذکورہ بالا گزارشات پر عمل کرنے کے لئے روزانہ اور ہفتہ وار نظام الاوقات بنائیں تو انشاء اللہ تعلیمی دورانیہ کے اختتامی مراحل پر ایک جید عالم باعمل‘ رہبر شریعت‘ قابل اقتداء‘ بہترین کاتب و مضمون نویس‘ سلجھے ہوئے مقرر و خطیب اور عربی ادب و بول چال میں ماہرین بن کر نکلیں گے اور امت مسلمہ کے لئے ایک قابل فخر سرمایہ اور قیمتی اثاثہ ثابت ہوں گے۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

☆☆..........☆☆

محترم شکیل صدیقی انتقال فرماگئے

میرپور خاص (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قدیم معاون اور علمائے کرام کی میزبانی کو سعادت خیال کرنے والے جناب شکیل صدیقی صاحب گردہ کے عارضہ کی بنا پر انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترم جناب شکیل صدیقی صاحب بہت سی خوبیوں کے حامل تھے اور صاحب نسبت بزرگ ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ خادم کی زندگی گزاری۔ مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ سے لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری‘ حضرت مولانا اللہ وسایا‘ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کے میزبان رہے بلکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کو کہا ہوا تھا کہ جب بھی مجلس کے حضرات تشریف لائیں تو میرا گھر ان کے لئے حاضر ہے‘ وقت بے وقت جب بھی کہا اپنے اہل خانہ سمیت خدمت میں لگ جاتے۔ انتقال سے چند دن قبل حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری میرپور خاص تشریف لائے‘ عصر سے قبل ان کو اطلاع دی پورا گھرانہ خوش ہوا اور میزبانی کی۔ رات بارہ‘ ایک بجے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری سے علیحدگی میں حال دل کہتے رہے۔ حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ سے جو بیعت کا سلسلہ شروع ہوا آج کل روحانی تعلق حضرت ڈاکٹر تنویر احمد خان حیدرآباد والوں سے تھا۔ نماز جنازہ مدینہ مسجد شاہی بازار کے باہر ادا کی گئی‘ جناب محمد اویس صدیقی (والد) نے نماز جنازہ پڑھائی‘ جنازہ میں علماء کرام و تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات باوجود گرمی کے تدفین تک ساتھ گئے اور یہ جناب شکیل صدیقی کی عنداللہ مقبولیت کی دلیل ہے‘ اللہ تعالیٰ جنت میں اعلیٰ مقام دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

حقوقِ خاندان کی ادائیگی

حسن معاشرت میں نکھار لاتی ہے

بابو شفقت قریشی سہام

اسلام دین فطرت اور دین قیم ہے' یہ فطری حقائق سے ہم آہنگ ہے اور اس میں زندگی کے ہر شعبے کے متعلق واضح احکام موجود ہیں' اس دین میں عالمگیر انسانی زندگی کے گوناگوں اور ہر قسم کے مسائل کا حل موجود ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ' حیات اور راہ عمل ہے' ایک طرف انسان کو دنیا کی سرفرازی سے ہمکنار کرتا ہے تو دوسری طرف اخروی نجات کا بھی ضامن ہے۔ اسلام میں خاندان کا مفہوم دوسرے معاشروں کی نسبت خاصا مختلف اور وسیع ہے' اس میں شوہر' بیوی اور اولاد کے علاوہ والدین' بہن' بھائی' چچا' ماموں اور اسی طرح کے دوسرے نسبتی رشتہ دار بھی شامل ہیں۔ اسلام نے خاندان کے تمام افراد کو باہمی طور پر مضبوط اور مربوط بنانے کے لئے حقوق و فرائض پر مبنی ایک نظام دیا ہے' جس کی رو سے خاندان کے جملہ افراد ایک دوسرے کے وارث ہیں' خاندان کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ خاندان کے تمام افراد ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا پوری طرح لحاظ رکھیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے بہتر انسان وہ ہے' جو اپنے اہل سے بہتر سلوک کرتا ہے۔''

نیز

''تم میں پسندیدہ وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔''

قرآن کریم میں لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حق کے لفظی معنی سچائی' لازم' واجب اور مقرر شدہ حصہ کے ہیں۔ قرآن پاک کے نزدیک ہر اچھی بات حق ہے' حق اپنے وسیع معنوں میں یہ ہے کہ مسلمان اپنی عملی زندگی میں ہر شخص سے نیک سلوک کرے لوگوں کی خیر خواہی چاہے' ہمدردی اور تعاون کا رویہ رکھے اور ہر چیز کا استعمال اللہ کی ہدایت کے مطابق کرے' اسلام نے حقوق کی ادائیگی میں ایک خاص ترتیب ملحوظ رکھی ہے' ایک حیوان کے مقابلے میں ایک انسان کی مدد' ایک اجنبی کے مقابلے میں ایک دوست کی مدد' غیروں کے مقابلے میں ایک عزیز کی مدد اور پھر ان عزیزوں میں بھی قرابت داروں کو ترجیح دے کر ان کی ہر طرح کی اعانت کا حکم دیا ہے۔

والدین کے اولاد پر حقوق

والدین محض اولاد کے وجود میں لانے کا ذریعہ ہی نہیں ہوتے بلکہ اس کی پرورش اور تربیت کا سبب بھی ہوتے ہیں' اپنی راحت اور آرام اولاد کی خاطر قربان کر دیتے ہیں' والدین کی شفقت اولاد کے لئے رحمت کا وہ سائبان ہوتی ہے جو انہیں مشکلات زمانہ کی ہر دھوپ سے بچا کر سایہ فراہم کرتی ہے اور انسانیت کا وجود اللہ کے بعد والدین ہی کا مرہون منت ہوتا ہے' چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے والدین کے حقوق کو اپنے حقوق کے بعد بہت اہمیت دی ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی ہے:

''اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے کسی کو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو' اگر پہنچ جائیں تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں! اور نہ جھڑک ان کو' اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے آگے شفقت اور نیاز مندی کے ساتھ جھکے رہنا اور کہہ: اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھے والدین کی خدمت پر بہت زور دیا ہے' کیونکہ وہ اپنی زندگی کی صلاحیتیں اور توانائیاں اولاد پر صرف کر چکے ہوتے ہیں' اس لئے اولاد کا فرض ہے کہ ان کے بڑھاپے کا سہارا بن کر احسان شناسی کا ثبوت دیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''ذلیل و خوار ہوا' ذلیل و خوار ہوا' ذلیل و خوار ہوا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: کون؟ یا رسول اللہ! فرمایا: وہ جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔''

اولاد کے والدین پر حقوق:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے

انسان اس قدر بے رحم اور سنگدلی اختیار کرچکا تھا کہ اپنی اولاد کو قتل کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتا تھا‘ اسلام نے اس مکروہ فعل کو ختم کر کے ایک دفعہ پھر اولاد کو والدین کی محبت عطا فرمائی۔ سورۂ بنی اسرائیل کو آیت نمبر۳۱ میں ارشاد ربانی ہوا:

”اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو بے شک ان کو مارنا بڑی خطا ہے۔“

ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا: شرک‘ عرض کیا اس کے بعد‘ آپؐ نے فرمایا: والدین کی نافرمانی کرنا‘ عرض کیا: اس کے بعد‘ ارشاد ہوا: تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے کھانے میں حصہ بٹائے گی۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق والدین پر اولاد کے متعدد حقوق عائد ہوتے ہیں‘ جن میں سے چند یہ ہیں: زندگی کا حق‘ بنیادی ضروریات کی فراہمی یعنی کھانے‘ پینے‘ رہائش اور علاج معالجہ کا حق اور حسب مقدور تعلیم و تربیت کا حق‘ اگر والدین اپنی اولاد کے حقوق پورے کرتے ہیں تو نہ صرف ان کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی بلکہ بڑھاپے میں ان کی اولاد ان کا سہارا بنے گی اور ان کے آرام و آسائش کا ہر طرح سے خیال رکھے گی‘ والدین کو چاہئے کہ اولاد کی پرورش کے ساتھ ساتھ ان کو روزی کمانے کے قابل بنائیں اور فکر آخرت کے لئے بھی تدبیر کرے اور عمل صالح کی تربیت دے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری ڈالتے ہوئے سورۃ تحریم میں ارشاد فرمایا:

”یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا“ (التحریم:۶)

”اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔“

بلاشبہ اگر والدین اپنی اولاد کے حقوق ادا کرتے ہوئے انہیں نیکی کی طرف رغبت دلائیں تو نہ صرف دنیا میں ان کی راحت کا سبب بنے گی بلکہ آخرت میں بھی ان کی بخشش کا ذریعہ بنے گی‘ جو تعلق جتنا قریب تر ہوتا ہے اس کے حقوق اتنے ہی اہم اور زیادہ ہیں اور ان کی ادائیگی کی اتنی ہی تاکید کی گئی ہے اور یہ صرف دین اسلام کا ہی امتیاز ہے‘ جس نے تفصیلی طور پر انسانی حقوق کو درجہ وار پیش کیا ہے‘ میاں اور بیوی کا تعلق قریب تر ہوتا ہے‘ دونوں ایک گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں۔

میاں بیوی کے باہمی حقوق

معاشرے کی بنیادی اکائی گھر ہوتا ہے‘ جس کی خوشحالی اور سکون کا انحصار زوجین کے خوشگوار تعلقات پر ہوتا ہے‘ ان دونوں میں اگر تعلقات خوشگوار ہوں تو اس کا اثر پورے اہل خانہ بلکہ پورے خاندان پر پڑتا ہے اور خدانخواستہ تعلقات کشیدہ ہوجائیں تو ان کے اثرات پورے خاندان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں‘ چنانچہ جہاں دوسرے رشتوں کے حقوق مقرر فرمائے گئے ہیں‘ وہاں خاوند اور بیوی کے حقوق بھی متعین کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے‘ دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔“ (البقرہ:۲۲۸)

یہ فضیلت اس لئے نہیں دی گئی ہے کہ عورتوں پر حکومت کی جائے یا ان پر سختی کی جائے بلکہ اس لئے دی گئی ہے کہ ان کی حفاظت کریں‘ کیونکہ مرد عورت کی نسبت زیادہ مضبوط‘ حوصلہ مند اور قوی شخصیت کا حامل ہوتا ہے۔ اسلام کا خواتین پر بہت بڑا احسان ہے کیونکہ اسلام نے عورت کو وہ شرف عطا کیا ہے جو اسے پہلے حاصل نہ تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کو خیر اور اچھائی کا معیار مقرر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”خیر کم خیر کم لاھلیہ۔“

”تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے۔“

ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بیوی کا اپنے شوہر پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو خود کھائے اسے بھی کھلائے‘ جیسا خود اپنے ویسا اسے بھی پہنائے‘ نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے نہ اسے بُرا بھلا کہے۔

آپؐ کو بیویوں کے حقوق کا اس قدر احساس تھا کہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں بھی ان سے حسن سلوک کرنے کی تلقین فرمائی‘ مرد کو اپنی بیوی اور بچوں کی کفالت اور حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نیک سیرت بیویوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے سورۂ نساء کی آیت نمبر ۳۴ میں فرمایا:

”پھر جو عورتیں نیک ہیں سو اطاعت گزار ہیں‘ نگہبانی کرتی ہیں پیٹھ پیچھے۔“

اور بیویوں کو اپنے خاوند کی وفادار اور اطاعت گزار بننے کا پابند کیا گیا ہے‘ ایک مسلمان بیوی کے لئے اپنے خاوند کی اطاعت کرنے کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”اگر میں خدا کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کا حکم دیتا تو بیوی سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“

اور ساتھ ہی خاوند کو پابند بنایا گیا ہے کہ اپنی بیوی میں کوئی خامی بھی دیکھے تو درگزر کرے اور اس کی

خوبیوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھئے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنی بیویوں میں کوئی برائی دیکھ کر ان سے نفرت نہ کرنے لگ جاؤ' اگر تم غور کرو گے تو تمہیں ان میں کوئی اچھائی بھی ضرور نظر آئے گی۔''

البتہ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی اطاعت کرے' اس کے مال کا تحفظ کرے' اس کے آرام اور سکون کا خیال رکھے اور گھر سے باہر جاتے وقت خاوند کو اطلاع کرے۔

رشتہ داروں کے حقوق:

والدین' اولاد' بیویوں اور خاوندوں کے حقوق کے بعد اسلام نے قریبی رشتہ داروں کے حقوق پر بہت زور دیا ہے' کیونکہ معاشرتی زندگی میں ان سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: ''وات ذالقربی حقہ'' (بنی اسرائیل:۲۶)

ترجمہ: ''رشتہ دار کو اس کا حق دو۔''

مسلمانوں کو رشتہ داروں کا حق ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے' خدا کی راہ میں کچھ خرچ کرتے وقت ان کو اس میں ترجیح دیں' اس کے بعد ان کو نہ جتلائیں ان کو احساس کمتری کا شکار نہ ہونے دیں' اگر ہر شخص اللہ اور رسول کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنے عزیز و اقارب کی ضروریات پوری کرنا ان کا حق سمجھے تو معاشرہ بہت سی خرابیوں سے محفوظ رہے گا۔

خاندانی زندگی میں اگر ہر شخص کو اس کے جائز حقوق ملتے رہیں تو ایسا گھرانہ یا خاندان ایک خوشگوار ماحول میں پھلتا پھولتا ہے' جسے حسن معاشرت کہا جا سکتا ہے' لیکن اگر ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض کما حقہ' پورے نہ ہو سکیں تو اس طرح خاندانی نظم و نسق بگڑ جاتا ہے' نفرت اور دوری پیدا ہو جاتی ہے اور آئے دن کے جھگڑوں سے خاندان کا سکون تباہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں رشتہ داروں کے درمیان ان کے حقوق کا واضح تعین فرما دیا ہے' جن پر عمل کرنے سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور انکار سے اس کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے' ایک سچا مسلمان وہ ہے جو اللہ کے حقوق کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق اور خاص طور پر اہل خاندان کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہے' جس طرح اسلام نے چودہ سو سال پہلے تمام دنیا کی اصلاح کی تھی اور دنیا کو بتا دیا تھا کہ اسلام ہی ترقی و خوشحالی کا ضامن ہے' اسی طرح آج بھی وہ بگڑی ہوئی اقوام کی اصلاح کر کے تمام دکھوں کا مداوا بن سکتا ہے۔

☆☆..............☆☆

بھٹکے ہوئے مسافر ایمان لے کر آؤ

ضیاء خان ضیاء

بھٹکے ہوئے مسافر منزل بلا رہی ہے
خلوت ضمیر غافل کو جگمگا رہی ہے
ظلمت سحر کی روشن امید پا رہی ہے
سوئے ہوئے مسافر احساس کو جگاؤ
بھٹکے ہوئے مسافر ایمان لے کر آؤ
ختم الرسل ﷺ کا سچا عرفان لے کر آؤ

سچے نبی ﷺ کا سچا کردار سامنے ہے
اعمال سامنے ہیں گفتار سامنے ہے
سب انبیاء کا دائم سردار ﷺ سامنے ہے
اس خواب کاذبہ سے للہ جاگ جاؤ
بھٹکے ہوئے مسافر ایمان لے کر آؤ
ختم الرسل ﷺ کا سچا عرفان لے کر آؤ

کب تک فریب پیہم کب تک سراب دائم؟
کب تک رہے گی جھوٹی تسکیں دلوں پہ قائم؟
کب تک رہے گا من کا فولاد یوں ملائم؟
دائم عذاب جاں سے تم روح کو بچاؤ
بھٹکے ہوئے مسافر ایمان لے کر آؤ
ختم الرسل ﷺ کا سچا عرفان لے کر آؤ

دوسری قسط

مجدد کی شناخت

پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ

مجددیت کا معیار:

ان تصریحات کے بعد اب میں وہ شرائط پیش کرتا ہوں‘ جن کا مجدد میں پایا جانا میری رائے میں اشد ضروری ہے:

ا:......علم قرآن وحدیث:

پہلی شرط یہ کہ مجدد اپنے زمانہ میں قرآن مجید کا سب سے بڑا عالم ہوتا کہ اس کے حقائق ومعارف سن کر عوام وخواص دونوں اس کے گرویدہ ہوجائیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کسی شخص کو حاصل نہ ہوں وہ قرآن مجید کے معارف عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا‘ پس اگر ایک طرف مجدد منطق اور فلسفہ کا ماہر ہوتو دوسری طرف وہ تصوف اور سلوک کے مقامات بھی طے کرچکا ہو‘ بقول امام غزالی:

”جو شخص تصوف میں مرتبہ بلند نہیں رکھتا وہ نبوت ورسالت‘ وحی والہام وغیرہ کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا‘ سوائے اس کے کہ ان لفظوں کو زبان سے ادا کرلے۔“

مثال کے طور پر میں اس موقع پر حضرت مولانا محمد قاسم دیوبندیؒ کا ذکر کروں گا کہ میری رائے میں وہ تیرھویں صدی کے مجددین میں سے گزرے ہیں‘ مولانا موصوف کے تجر علمی اور منطقیانہ موشگافیوں کی کماحقہ داد دینا فقیر کے دائرہ اقتدار سے باہر ہے‘ میں تو ان کے شاگردوں کی صف نعال میں بھی بیٹھنے کے لائق نہیں ہوں‘ ان کی تصانیف آج باآسانی دستیاب ہوسکتی ہیں اور ان کے مطالعہ سے ان کی غیر معمولی علمی قابلیت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے‘ جس بات کا میں اس جگہ ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب مسلمانان رڑکی (ضلع سہارنپور) کی دعوت پر مولانا موصوف کھدر کے لباس میں ملبوث عصا ہاتھ میں لئے پیادہ پا اس قصبہ میں پہنچے تو پنڈت دیانند آنجہانی کو مناظرے کے لئے رقعہ بھیجا‘ پنڈت مذکور نے جو شاہجہاں پور کے میلہ خدا شناسی میں مولانا کی بے پناہ منطق کے سامنے سپر انداز ہوچکا تھا اور اپنے حریف کی علمی قابلیت کا اچھی طرح اندازہ کرچکا تھا مناظرہ سے گریز کیا اور لیت ولعل شروع کردی۔

مولانا نے کہلا بھیجا کہ میں بغیر شرائط مناظرہ کے لئے تیار ہوں‘ تم ایک دفعہ مجمع عام میں آکر ان اعتراضات کا اعادہ کردو جو پرسوں تم نے سربازار اسلام پر وار کئے ہیں‘ اس نے کہلا بھیجا کہ میں اس شرط پر آپ سے مناظرہ کروں گا کہ آپ اپنے خدا کو مجھے دکھادیں‘ مولانا نے جواب میں لکھا کہ تمہاری شرط منظور ہے‘ اس پر پنڈت مذکور کے ہمراہیوں نے کہا چلئے اب کیا دیر ہے‘ نہ آپ کی شرط پوری ہوگی نہ مناظرہ ہوگا‘ دیانند نے کہا مجھے یقین ہے کہ مولوی قاسم! واقعی خدا کو دکھادے گا اور فوراً اسباب باندھ کر رڑکی سے راہ فرار اختیار کی۔

مقصود اس واقعہ نگاری سے یہ ہے کہ مجدد بننے کے لئے صرف دس پانچ الٹی سیدھی کتابیں لکھ لینا کافی نہیں ہے‘ مجدد وہ ہے جو ”کسی گھر بند نہ ہو“ ضرورت پڑنے پر خدا کو بھی دکھا سکے‘ ظاہر ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ وہی کرسکتا ہے جو صدرا اور شمس بازغہ کے علاوہ مکتب محمدیہ میں بھی برسوں زانوئے ادب طے کرچکا ہو:

نہ ہر کہ موبتراشد قلندری داند

۲:......قوت اصلاح:

مجدد کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ اس میں اصلاح کی خاص اور غیر معمولی قوت ہو اور یہ بات اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے‘ جب اس نے پہلے اپنے احوال کی اصلاح کرلی ہو‘ ورنہ یوں تو ہر شخص وعظ و نصائح کا دفتر کھول سکتا ہے‘ اخلاق حسنہ کا درس دے سکتا ہے لیکن اس زبانی جمع خرچ سے افراد امت کی اصلاح کا عظیم الشان کام سرانجام نہیں دیا جاسکتا‘ مجدد وہ ہے جس کی زندگی سراپا قرآن وسنت کے مطابق ہو‘ یہ نہ ہو کہ جب مخالفین اس پر اعتراضات کریں تو وہ جامہ انسانیت سے معراء ہوکر انہیں بے نقط سنانے لگے اور اس کی تحریر ایسی سوقیانہ ہوجائے کہ اس کو پڑھ کر بے شرمی و بے حیائی بھی آنکھیں بند کرلیں‘ مجدد وہ ہے جس کے الفاظ میں جادو ہو‘ جس کی باتوں میں اعجاز ہو‘ جو دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکے‘ جو حیوانوں کو انسان بنادے اور انسانوں کو خدا سے ملادے۔

۳:......زہد وتقویٰ:

مجدد کے لئے تیسری شرط زہد وتقویٰ ہے‘ اس کی زندگی ایسی ہو کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھے اسے یہ معلوم ہو کہ یہ شخص خدا رسیدہ ہے‘ وہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے احکام کو سامنے رکھے اس کا ہر فعل اسلام کی عزت کے لئے ہو‘ نہ یہ کہ وہ اپنی

مطالب برادری کے لئے بے گناہ انسانوں کو اذیت دے اور لوگوں کو تہدید آمیز خطوط لکھے کہ اگر تم میرا کہنا نہیں مانو گے تو میں فلاں فلاں طریقہ سے تمہیں ایذا پہنچاؤں گا اور اپنے بیٹے سے کہہ کر تمہاری لڑکی کو طلاق دلوادوں گا' ظاہر ہے کہ ایسی بات اس شخص کے قلم سے ہرگز نہیں نکل سکتی' جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تقویٰ یا خوف خدا ہوگا' مجدد وہ ہے جس کی زندگی زہد و اتقیا کی جیتی جاگتی تصویر ہو' اس کا اشد مخالف بھی یہ نہ کہہ سکے کہ اس کا فلاں فعل شرط تقویٰ کے خلاف ہے' حاشیہ نشینوں کی گواہی چنداں معتبر نہیں: ''الفضل ماشھدت به الاعداء'' بزرگی وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دے' متقی وہ ہے' جس کی زندگی سراپا قرآن مجید کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہو اور مجدد بننے کے لئے یہ لازمی شرط ہے' جو متقی نہیں وہ مومن بھی نہیں' مجدد ہونا تو بڑی بات ہے: ''ذلک فضل الله یوتیه من یشاء'' والا مضمون ہے۔

۴:..... حریت آموزی:

چوتھی شرط یہ ہے کہ مجدد مسلمانوں کو حریت کا درس دے' حریت اسلام کا امتیازی نشان ہے' مسلمان اگر حقیقی معنوں میں مسلمان بن جائیں تو وہ غلام نہیں رہ سکتے: ''انتم الاعلون ان کنتم مومنین'' اس پر شاہد ہے' پس مجدد کی ایک خاص شناخت یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کو یہ بتائے کہ اسلام اور اغیار کی غلامی یہ اجتماع ضدین ہے' مجدد کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں میں ایمان کی شمع کو از سر نو روشن کرے نہ یہ کہ انہیں الٹا غلامی کا سبق پڑھائے اور اغیار کی گرفت کو مضبوط کرے' مجدد کا فرض یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو یہ بتائے کہ شیر کی حیات یک روزہ روباہ کی حیات صد سالہ سے بہتر ہے' اگر وہ نامساعد حالات کی وجہ سے انہیں آزادی سے ہم آغوش نہ کرا سکے تو کم از کم اس گوہر گراں مایہ کو حاصل کرنے کا ولولہ تو ان کے اندر پیدا کرے' نہ یہ کہ اغیار کی شان میں قصیدہ خوانی کرے اور ان کی پالیسی کو شرط ایمان اور جزو اسلام بنالے۔

۵:..... اعلائے کلمۃ الحق:

پانچویں شرط جو شرط ماسبق کا منطقی نتیجہ ہے' اعلائے کلمۃ الحق کی صفت ہے' جس کا پایا جانا مجدد میں از بس ضروری ہے' حضرت امام شافعیؒ' حضرت امام الاحرار امام ابن تیمیہؒ' حضرت مجدد الف ثانیؒ کی زندگیوں میں یہ صفت نمایاں طور پر نظر آتی ہے' چنانچہ آخر الذکر دو حضرات نے جیل خانہ کی صعوبتوں کو بطیب خاطر برداشت کیا لیکن اعلائے کلمۃ الحق کا دامن کسی حال میں ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

جب معاندین و حاسدین نے جہانگیر کے کان بھرے کہ شیخ سرہندیؒ حضور کے خلاف سازش میں مصروف ہیں تو ممکن تھا کہ حضرت موصوف جہانگیر کی شان میں ایک قصیدہ مدحیہ لکھ کر نہ صرف رنج قید سے محفوظ ہو جاتے بلکہ دنیاوی حشمت سے بھی بہرہ اندوز ہوتے لیکن آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا کہ امتحان کا وقت آپہنچا' دعا ہے کہ پائے ثبات میں لغزش نہ آئے' جہانگیر نے آپ کو گوالیار کے جیل خانہ میں بھیج دیا لیکن آپ نے معافی مانگ کر حریت اور صداقت کے نام کو بٹہ نہیں لگایا اور دوران اسیری میں تمام قیدیوں کو اسلام کا شیدا بنا کر جہانگیر اور اس کے حاشیہ نشینوں کو محو حیرت کردیا' پھول کو جس جگہ رکھو کے خوشبو دے گا' ان لوگوں نے بھی جن کو عرف عام میں مجدد نہیں کہتے اعلائے کلمۃ الحق کی روشن مثالیں ہمارے سامنے پیش کی ہیں' مثلاً سید الشہداء حضرت حسینؓ اور امام عالی مقام حضرت احمد بن حنبلؒ وغیرہ۔

الغرض جو شخص مسلمانوں کی اصلاح اور تجدید دین کے لئے مبعوث ہوا اس کا اولین فرض یہ ہے کہ حق بات کہنے سے کسی حال میں بھی باز نہ رہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کام سے اسے باز نہ رکھ سکے' میری رائے میں تو مردان حق آگاہ کی یہ پہلی نشانی ہے۔

۶:..... خلق:

چھٹی شرط یہ ہے کہ مجدد خلق محمدی ﷺ کا نمونہ ہو' کیونکہ انسانیت کا کمال اسی صفت سے ظاہر ہوتا ہے اور اگر مجدد میں خود یہ صفت نہ ہو تو وہ دوسروں کو کیا انسان بنا سکتا ہے؟ مجدد وہ ہے جس کی صحبت میں بیٹھ کر خلق محمدی ﷺ کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجائے' مجدد وہ ہے جو دشمنوں کے حق میں بھی دعا کرے نہ یہ کہ انہیں گالیاں دے اور اعتراضات سن کر جامہ سے باہر ہو جائے۔

۷:..... قبولیت:

ساتویں شرط مجدد بننے کے لئے یہ ہے کہ اس میں مقناطیسی کشش پائی جائے جو در اصل روحانیت اور خدا رسی کی بدولت پیدا ہوتی ہے' حضرت سید احمد صاحب رائے بریلویؒ صدی سیزدہم کے مجددین میں سے تھے' صفت روحانیت سے نمایاں طور پر متصف تھے' لوگ ان سے مناظرہ کرنے آتے تھے لیکن ان کے حلقہ بگوش ہو کر واپس جاتے تھے' کلکتہ کے زمانہ قیام میں انہوں نے ہزارہا مسلمانوں کو از سر نو مسلمان بنادیا' کتاب و سنت کو زندہ کرنا ان کا دن رات کا مشغلہ تھا اور یہی ایک مجدد کا مقصد حیات ہوتا ہے۔

اولیاء اللہ بھی اپنے اپنے زمانہ میں اصلاح کا کام کرتے ہیں' اس لئے ان میں بھی صفت نمایاں ہوتی ہے' کون سا مسلمان ہے جو حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کی روحانیت سے واقف نہیں ہے' جوگی جپال پر جو فتح حضور نے پائی اسے جانے دی جائے' وہ تو حضرت ختمی مرتبت سردار دو جہاں تاجدار مدینہ کی غلامی کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا' روزانہ زندگی اس قدر روحانیت سے لبریز تھی کہ جس پر ایک نگاہ پڑ گئی اس کی کایا پلٹ گئی' وصال کے بعد بھی حضور کا مزار پر انوار مرجع سلاطین رہا' بڑے بڑے کجکلاہ آستان بوسی اور

ناصیہ فرسائی کو اپنے لئے موجب سعادت سمجھتے رہے' یہ سب روحانیت ہی کے کرشمے ہیں۔

مجددین میں بھی یہ صفت لازمی طور پر پائی جاتی ہے' روحانیت نہیں تو کچھ بھی نہیں' روحانیت کو مجدد سے وہی نسبت ہے جو خوشبو کو پھول سے ہے' خوشبو نہ ہو تو پھول کس کام کا؟ محض منطق اور فلسفہ سے انسان خود اپنے آپ کو مطمئن نہیں کر سکتا' دوسروں کو کیا ایمان اور ایقان عطا کرے گا؟ حکمت نظری کافی ہوتی تو امام غزالیؒ کیوں نواح دمشق میں بادیہ نشینی اختیار کرتے؟

۸:...... دنیادار نہ ہو:

مجدد کے لئے آٹھویں شرط یہ ہے کہ وہ دنیاوی بکھیڑوں سے بالکل پاک صاف ہو' دنیا میں رہے لیکن دنیاوی امور سے بالکل الگ تھلگ' باہمہ و لے بے ہمہ خاصان خدا کی ہر زمانہ میں یہی روش رہی ہے' شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں' یہ بزرگ بظاہر دنیا میں رہتے تھے لیکن دنیادارانہ تھے' ان کی تمام تر توجہ خدا اور اس کے پسندیدہ دین کی طرف مبذول رہتی تھی اور ہر وقت تبلیغ و اشاعت اسلام میں مصروف رہتے تھے' نہ کسی سے چندہ طلب کرتے تھے نہ اشتہار شائع کرتے تھے۔

۹:...... عاجزی و انکساری:

نویں شرط یہ ہے کہ مجدد میں عاجزی اور انکساری پائی جائے' مجدد وہ ہے جو حلم اور فروتنی' ایثار اور تحمل کا ایک پیکر مجسم ہو: "نہد شاخ پر میوہ سربر زمین" باوجود عالم ہونے کے اپنے آپ کو دوسروں سے برتر نہ سمجھے' جس قدر اس کی شہرت ہوتی جائے وہ خاکساری اختیار کرے' مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو جن لوگوں نے دیکھا ہے' ان کا بیان ہے کہ وہ سادگی اور فروتنی میں اپنی مثال آپ ہی تھے' کبھی کوئی کلمہ غرور یا تکبر کا ان کی زبان سے نہیں نکلا' اجنبی لوگوں کو یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ قاسم العلوم کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں' تمام عمر نان جویں پر قناعت کی اور کھدر کے علاوہ کوئی کپڑا زیب تن نہیں فرمایا' اگرچہ ایک دنیا ان کی کفش برداری کو موجب سعادت سمجھتی تھی لیکن ان کے کسی قول یا فعل سے یہ بات کبھی مترشح نہیں ہوئی کہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتے تھے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ جو شخص اپنی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے' وہ اپنے آپ کو ہیچ سمجھتا ہے اور اپنی زندگی کا مقصد دوسروں کی خدمت قرار دیتا ہے' فخر و مباہات سے کوسوں دور رہتا ہے کہ یہ بات اس امر کا ثبوت ہے کہ نفس امارہ ابھی زندہ ہے' ایسے لوگوں سے فوق العادت کام ظاہر ہوتے ہیں لیکن وہ ان پر نازاں نہیں ہوتے' وہ دوسروں کے لئے جیتے ہیں اپنے لئے نہیں اور اسی میں سروری کا راز مضمر ہے۔

۱۰:...... کارہائے نمایاں:

دسویں اور آخری شرط مجددیت کی یہ ہے کہ مجدد اپنی زندگی میں کوئی ایسا کارہائے نمایاں انجام دے' جس کو دیکھ کر آنے والی نسلیں بھی اس کے مرتبہ کا اعتراف کریں' جیسے ہم انگریزی میں (Value Work Of Permant) خواہ وہ کام جہاد سے متعلق ہو یا تقریر سے' تحریر سے وابستہ ہو یا تصنیف سے' اصلاح رسوم سے متعلق ہو یا قیام چشمہ فیض سے۔

مثلاً امام غزالیؒ کی احیاء العلوم' امام رازیؒ کی تفسیر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی حجۃ اللہ البالغہ ایسی کتابیں ہیں' جن کو پڑھ کر ہر صنف مزاج انسان ان بزرگوں کی جلالت شان کا معترف ہو جاتا ہے: "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" لطف تو اسی بات میں ہے کہ مجدد کی ظاہری اور باطنی زندگی ایسی ہو کہ اس کے ہمعصر اور آئندہ نسلیں جب اس کے کارنامے دیکھیں تو غلبہ ظن کی بنا پر اسے خود بخود مجدد کا لقب دے دیں' بدعات کا قلع قمع کر دے' لوگ اسے خود بخود مجدد کہنے لگیں گے' اس کے لئے نہ دعویٰ کرنا ضروری ہے نہ مسلمانوں پر اس کی شناخت فرض ہے' دعویٰ تو وہ کرتا ہے جو نئی بات یا نیا پیغام لاتا ہے۔

مجدد تو صرف کتاب و سنت کو پیش کرتا ہے جو پہلے سے موجود ہوتی ہے لیکن لوگ ان دونوں کی طرف سے غافل ہو جاتے ہیں' اس کا کام یہ ہے کہ اسلام کی اصلی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرے اور اپنے طریق عمل سے لوگوں میں اسلامی شریعت پر عام ہونے کی تحریک پیدا کر دے اور کوئی کام ایسا کر جائے جس کو دیکھ کر آنے والی نسلیں اس کے مرتبہ کو با آسانی شناخت کر سکیں۔

(جاری ہے)

اعتبار ہر حال میں ثمرات و نتائج کا ہے

مرتب: ابو محمد

غفلت ہر حال میں غفلت ہے' ایک لمحہ غفلت کے معاوضے میں عمر بھر کا ماتم بھی کافی نہیں' تاہم جو کچھ ہو چکا اب دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کارخانہ کی ہر چیز کی طرح وہ سب کچھ بھی ضروری تھا اور شاید ان میں سے ہر بات اس سفر کی ایک ناگزیر منزل تھی' اگر ہوس پرستی و رندی کی منزل پیش نہ آتی تو نہیں معلوم' حقیقت پرستی کے کتنے ہی گوشے ہیں' جن سے ہمیشہ بے خبر رہتے' نتیجہ یہ نکلا کہ اس عالم کی کسی بات کو بھی بُرا نہ کہو' بُرائی محض ایک اضافی شے ہے' اصل بجز خوبی اور اچھائی کے کچھ نہیں' اعتبار ہر حال میں ثمرات و نتائج کا ہے نہ کہ ظواہر و اوائل یعنی ابتدا و انتہا کا' کتنے ہی راہ میں ٹھوکر کھا کر گر پڑتے ہیں اور کتنے ہی قدم ہیں کہ ٹھوکر نہ لگے تو ان میں تیزی و چالاکی بھی نہ آئے اور راہ کے نشیب و فراز سے ہمیشہ غافل رہیں' کتنے ہی کفر ہیں' جو وسیلہ ایمان ہوئے' کتنے ہی ایمان ہیں جن کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ (ہفت روزہ "الہلال" ج:۵' ص:۷' جولائی ۱۹۱۲ء)

پہلی قسط

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا مستند تذکرہ

نام ومنصب:

تمیم بن اوس بن خارجہ بن سواد بن جزیمہ بن راع بن عدی بن الدار بن ہانی بن حبیب بن انمار ن لخم بن عدی بن عمرو بن سبا۔

دار قبیلہ لخم کی شاخ ہے اور لخم یعرب بن قحطان کی نسل سے ہے گویا تمیم داری قحطانی النسل ہیں۔ (اصابہ' تہذیب التہذیب' استیعاب' سیر اعلام)

کنیت:

آپؓ کی ایک بیٹی تھی رقیہ' جس سے آپ کی کنیت ابو رقیہ ہے' اس کے علاوہ کوئی اولاد نہیں تھی۔

نسبت:

ساتویں پشت پر آپؓ کے جد امجد کا نام ''الدار'' تھا' انہی کی طرف نسبت کی وجہ سے الداری کہے جاتے ہیں۔ (اصابہ)

وطن اور مذہب قدیم:

حضرت تمیم اصلاً ملک شام میں فلسطین کے رہنے والے تھے اور مذہباً نصرانی تھے۔

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل آسمانی کتابوں کی پیشینگوئی کے مطابق جہاں اور بہت سے اہل کتاب نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ اپنے وطن سے منتقل ہو کر بود و باش اختیار کر لی تھی' حضرت تمیم بھی اسی طرح دار ہجرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے باشندہ ہو چکے تھے مگر تجارت کی غرض سے ملک شام کا سفر ہوتا رہتا تھا۔ (اصابہ)

قبول اسلام کا سبب:

ابو نعیم اصفہانیؒ نے حضرت تمیم داریؓ کے اسلام قبول کرنے کا یہ واقعہ نقل کیا ہے:

''..... فرماتے ہیں کہ جب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں ملک شام میں تھا' میں کسی ضرورت سے شام سے نکلا تو رات ہو گئی میں نے کہا آج رات اس وادی کے بڑے جن کی پناہ لیتا ہوں یہ کہہ کر جب سونے لگا تو ایک پکارنے والے نے کہا:

مولانا رشید احمد فریدی' سورت

''اللہ کی پناہ لو اس لئے کہ جن اللہ کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دیتے'' میں نے اسے اللہ کی قسم دے کر کہا کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا کہ محمد امیین کے رسول' اللہ کے رسول بن کر مبعوث ہوئے ہیں' ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے مقام حجون میں ہم نے اسلام قبول کیا اور ان کی اتباع کی جنوں کی چال ختم ہو گئی' شہاب ثاقب ان کو مارے گئے' پس محمدؐ جو رب العالمین کے رسول ہیں تم ان کے پاس جاؤ اور اسلام لے آؤ' حضرت تمیمؓ فرماتے ہیں کہ صبح ہوئی تو میں معبد میں گیا اور راہب سے پوچھا اور رات کی خبر دی' راہب نے کہا جنوں نے تم سے سچ کہا وہ حرم سے نکلیں گے اور ہجرت کی جگہ بھی حرم ہوگی' وہ خیر الانبیاء ہیں' اس سے کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا۔'' (البدایہ والنہایہ)

چنانچہ ۹ ہجری سنہ الوفود میں آپؓ اور آپ کے بھائی نُعیم دونوں اپنے خاندان کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور مشرف با اسلام ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (آخری مشہور غزوہ) تبوک میں شامل رہے۔ (اصابہ' البدایہ)

وفد داریین کی تفصیل:

محمد بن سعد البصری صاحب الطبقات فرماتے ہیں کہ داریین کا وفد دس افراد پر مشتمل تھا:

(۱) تمیمؓ (۲) نُعیم (دونوں حقیقی بھائی)' (۳) یزید بن قیس (چچازاد بھائی)' (۴) عزیزؓ (۵) مُرّہ (باپ کے چچازاد بھائی)' (۶) فاکہ بن النعمان' (۷) جبلہ بن مالک' (۸) ابو ہند' (۹) طیب (۱۰) ہانی بن حبیب (بقیہ پانچ بھی خاندان ہی کے افراد تھے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طیب کا نام بدل کر عبداللہ اور عزیزؓ کا نام عبدالرحمٰن رکھا اور ہانی بن حبیب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شراب کی ایک مشک اور چند گھوڑے اور ریشمی قبا جو سونے کے تاروں سے مزین تھی ہدیہ میں پیش کیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے اور قبا قبول فرمائے۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے قبا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کو دیدی' حضرت عباسؓ نے کہا میں اسے کیا کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں سے سونا نکال لو اور اپنی عورتوں کا زیور بنالو یا خرچ میں لے آؤ اور ریشم کو فروخت کر کے اس کا ثمن (قیمت) حاصل کرلو' چنانچہ حضرت عباسؓ نے وہ قبا ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں فروخت کی تھی' حضرت تمیمؓ نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا: ہم رومیوں کے پڑوس میں رہتے ہیں' ان کی دو بستیاں ہیں' ایک جیری دوسری بیت عینون' اگر اللہ تعالیٰ آپ کو شام پر فتح عطا فرمائے تو یہ دونوں بستیاں مجھے بخش دیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فہما لک" پھر جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ وقت منتخب ہوئے تو وہ علاقہ ان کو دیدیا اور ایک نوشتہ (دستاویز) لکھ کر ان کے حوالے کردیا۔ (طبقات ابن سعد)

سیر اعلام النبلاء میں اس طرح ہے: حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت تمیمؓ جب اسلام لائے تو عرض کیا: یا رسول اللہ! یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو پوری زمین پر غالب کرے گا تو مجھے بیت اللحم کی میری بستی عنایت فرمائیے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ھی لک" اور اس کی سند (دستاویز) لکھ دی' چنانچہ حضرت تمیم وہ دستاویز لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آئے' حضرت عمرؓ نے فرمایا: "انا شاھد ذلک فامضاہ" میں خود اس کا شاہد ہوں' پھر اسے نافذ کیا' یعنی وہ قریہ (بستی) ان کے حوالے کردیا۔

حضرت لیث تابعیؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تمیمؓ سے یہ بھی کہا تھا: "لیس لک ان تبیع" اس بستی کو فروخت نہ کرنا' فرماتے ہیں کہ وہ بستی آج تک حضرت تمیمؓ کے خاندان کے قبضہ میں ہے۔ (سیر اعلام' تکملہ فتح الملہم)

آیت قرآن کریم اور واقعہ حضرت تمیمؓ:

"یا ایھا الذین آمنوا شھادۃ
بینکم اذا حضر احدکم الموت
..... الخ" (سورۃ مائدہ:۱۰۶'۱۰۷)

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیات حضرت تمیم داریؓ اور عدی بن بداء کے سلسلہ میں نازل ہوئیں' اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت تمیم بن اوس داری اور عدی بن بداء اسلام لانے سے قبل (کہ اس وقت دونوں نصرانی تھے) تجارت کے لئے ملک شام کا سفر کیا کرتے تھے (ابن عباسؓ فرماتے ہیں: اور یہ دونوں مکہ بھی آیا جایا کرتے تھے) ایک مرتبہ قبیلہ بنی سہم کا ایک نوجوان بُدیل بن ابی مریم (مولیٰ عمرو بن العاص جو مسلمان تھا)' مال تجارت لے کر ان کے پاس آیا' بُدیل کے پاس چاندی کا ایک پیالہ تھا (اس میں تین سو مثقال چاندی تھی) جو اس کے مال کا بڑا حصہ تھا اور بادشاہ کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا تھا' تینوں ملک شام کے ارادہ سے چلے' بُدیل مرض الموت کا شکار ہوگئے تو (مرنے سے پہلے سامان کی فہرست لکھ کر سامان میں رکھ دی تھی' اور اپنے دونوں نصرانی ساتھیوں سے ذکر نہ کیا) ان دونوں کو وصیت کی اور حکم دیا کہ اس کا مال گھر والوں کو پہنچادیں۔

حضرت تمیمؓ کہتے ہیں کہ ہم دونوں نے اس کے سامان میں سے چاندی کا پیالہ نکال لیا اور اس کو ایک ہزار درہم میں بیچ کر اس کی قیمت آدھی آدھی آپس میں تقسیم کرلی' پھر جب بُدیل کے گھر پہنچے تو باقی کل مال اس کے وارثوں کے حوالہ کردیا' وارثوں نے جب اس کے مال کو دیکھا تو اس میں سے ایک فہرست برآمد ہوئی' انہوں نے فہرست کے مطابق مال کی جانچ پڑتال کی تو اس میں چاندی کا پیالہ نہ ملا' وہ لوگ تمیم و عدی کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ بدیل نے بیماری کی حالت میں اپنا مال فروخت کیا تھا' انہوں نے کہا: نہیں' وارثوں نے کہا: ہم کو اس کے سامان میں ایک چاندی کا پیالہ نہیں ملتا ہے' انہوں نے کہا: ہم کو کچھ معلوم نہیں' جو چیزیں اس نے ہمارے سپرد کی تھی' وہ ہم نے تمہارے سپرد کردی' وارثوں نے یہ معاملہ اور یہ مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا..... الخ۔ (تفسیر قرطبی' معارف القرآن ادریسی)

حفظِ کلام پاک:

☆.....بعض محدثین نے تصریح کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن صحابہ کرامؓ نے حفظ مکمل کیا' ان میں حضرت تمیم داریؓ بھی ہیں۔ (اتقان)

☆.....محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ چار آدمیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن پاک جمع کرلیا تھا: ابی بن کعب' عثمان' زید' تمیم داری رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (سیر اعلام) جمع کرنے سے مراد غالباً لکھ کر محفوظ کرلیا تھا۔

☆..... حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت تمیمؓ علمائے اہل کتاب میں سے تھے۔ (تہذیب التہذیب)

عبادت و ریاضت:

صاحب حلیۃ الاولیاء فرماتے ہیں: "آپ اپنے قدیم مذہب میں بھی اپنے زمانہ کے بہت بڑے راہب تھے اور اہل فلسطین میں بڑے عابد شمار ہوتے تھے (بلکہ دیر یعنی گرجا میں زیادہ اوقات عبادت میں مشغول رہنے کی وجہ سے دیری بھی کہا گیا ہے۔ دائرۃ المعارف) اور اسلام قبول کرنے کے بعد بھی بڑے ہی عبادت گزار اور شب زندہ دار تھے۔"

☆ محمد بن سیرین فرماتے ہیں: "رات بھر نوافل میں قرآن پاک پڑھا کرتے تھے اور یہ کہ ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے ہیں۔"

☆ ابو قلابہ فرماتے ہیں: "حضرت تمیم داری سات راتوں میں قرآن پاک ختم کرتے تھے۔"

☆ محمد بن المنکدر فرماتے ہیں: "تمیم داریؓ ایک رات سوئے اور تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے یہاں تک صبح ہوگئی تو ایک سال مکمل رات بھر نوافل میں مشغول رہے بالکل نہیں سوئے تہجد چھوٹ جانے کی پاداش میں۔"

☆ صفوان بن سلیم فرماتے ہیں: حضرت تمیم عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں نوافل میں مشغول ہوئے جب اس آیت "ھم فیھا کالحون" پر پہنچے تو بار بار اسے پڑھتے رہے یہاں تک صبح کی اذان ہوئی۔

☆ مسروق تابعیؒ فرماتے ہیں: مجھے ایک مکی شخص نے بتایا (اشارہ کرتے ہوئے) کہ یہ جگہ تمہارے بھائی تمیم کی ہے جہاں میں نے دیکھا ہے رات نفل کے لئے کھڑے ہوئے اور صبح کردی قرآن پاک کی ایک آیت: "ام حسب الذین اجترحوا السیئات...... الخ" پڑھتے رکوع کرتے سجدہ کرتے اور روتے رہتے اسی طرح پوری رات کٹ گئی۔

حاصل یہ کہ آپ قرآن پاک کے بہت زیادہ تلاوت کرنے والے تھے۔ "وکان تلاء الکتاب اللہ" (اصابہ تہذیب التہذیب صفۃ الصفوۃ سیر اعلام)

طبیعت وعادت شریفہ:

حضرت تمیم خوش منظر اور خوش پوشاک تھے۔

(اسد الغابہ)

☆ حضرت انسؓ اور محمد بن سیرین فرماتے ہیں: حضرت تمیم داریؓ نے ایک ہزار درہم کے عوض ایک قیمتی جوڑا خریدا تھا جس کو پہن کر رات میں تہجد پڑھتے تھے۔

☆ ثابت تابعی فرماتے ہیں: "حضرت تمیم داریؓ کے پاس ایک جوڑا تھا ایک ہزار درہم میں خریدا تھا اسے اس رات پہنتے تھے جس کے شب قدر ہونے کی امید ہوتی تھی۔"

بلند آواز سے تلاوت:

محمد بن ابی بکر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ہماری ملاقات کی اور ہمارے یہاں رات گزاری میں رات میں تہجد کے لئے اٹھا تو بلند آواز سے قرأت نہیں کی تو حضرت عمرؓ نے کہا: اے بھتیجے کس چیز نے آپ کو بلند آواز سے قرأت کرنے سے روک دیا؟ ہمیں تو معاذ قاری اور تمیم داری کی آواز ہی نیند سے بیدار کرتی ہے۔ (صفۃ الصفوہ)

مہمان نوازی:

معاویہ بن حرملؒ کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور مسجد میں تین دن ٹھہرا اور کچھ نہیں کھاتا تھا حضرت تمیم جب نماز سے فارغ ہوتے تو دائیں بائیں جانب ہاتھ مارتے یعنی دونوں جانب والے آدمیوں کو اپنے ساتھ گھر لے جاتے اور کھانا کھلاتے تھے چنانچہ میں نے آپ کے پہلو میں نماز پڑھی آپ نے معمول کے مطابق ہاتھ مارا اور میرا ہاتھ پکڑ کر لے گئے اور پیش کیا اور میں نے خوب کھایا۔ (دلائل النبوۃ)

اپنی سواری کی خدمت:

شرحبیل بن مسلم خولانیؒ کہتے ہیں کہ روح بن زنباع نے حضرت تمیم داریؓ سے ملاقات کی دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے کے لئے جو صاف کر رہے ہیں اور گھر والے موجود ہیں روح نے حضرت تمیم سے کہا: کیا اس کام کے لئے آپ کے گھر والے کافی نہیں ہیں؟ حضرت تمیم نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اپنے گھوڑے کے لئے جو صاف کرے پھر جانور کو چارہ دے تو اللہ تعالیٰ ہر دانہ کے بدلے اس کے لئے ایک نیکی لکھیں گے۔ (اسد الغابہ مسند احمد)

تلامذہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ابن عباسؓ ابو ہریرہؓ انس بن مالکؓ زرارہ بن ابی اوفیؒ روح بن زنباعؒ موسیٰ بن نصیر اللخمی صاحب فتح اندلس عطاء بن یزید اللیثیؒ عبداللہ بن موہبؒ سلیم یا سلیمان بن عامرؒ شرحبیل بن مسلم قبیصہؒ بن ذویبؒ شہر بن حوشب عبدالرحمن بن غنمؒ کثیر بن مرہ وغیرہم یہ حضرات صحابہ و تابعین تمیم داریؓ سے روایت کرتے ہیں۔

(اصابہ اسد الغابہ سیر اعلام وفیات الاعیان)

مرویات کی تعداد:

ابن حزم ظاہری نے "اسماء الصحابۃ والرواۃ وما لکل واحد من العدد" میں حضرت تمیم کو اصحاب الثمانیہ عشر میں شمار کیا ہے۔ "وحدیثہ یبلغ ثمانیہ عشر حدیثا منھا فی صحیح مسلم حدیث واحد" یعنی آپ سے اٹھارہ احادیث مروی ہیں۔ (سیر اعلام)

ابن حبان فرماتے ہیں:

"آپ سے اٹھارہ احادیث مروی ہیں ایک صحیح مسلم میں ایک حدیث بخاری نے کتاب الفرائض میں تعلیقاً ذکر کی ہے اور بقیہ احادیث اصحاب سنن نے تخریج کی ہیں۔" (تراجم الاحبار)

گھوڑے کا ہدیہ:

تاریخ طبری میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند گھوڑے تھے۔ حضرت تمیم داریؓ نے بھی ایک گھوڑا ہدیہ کیا تھا جس کا نام ورد تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گھوڑا حضرت عمرؓ کو عنایت فرمایا حضرت عمرؓ نے فی سبیل اللہ وقف کردیا لوگوں نے اسے خوب تیز رفتار پایا۔ (تاریخ طبری)

(جاری ہے)

دوزخ اور اس کا عذاب

حضرت مولانا عبدالواحد مدظلہ

جس طرح جنت کے متعلق قرآن پاک کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اعلیٰ درجہ کی ایسی لذتیں اور راحتیں ہیں کہ دنیا کی بڑی سے بڑی لذتوں اور راحتوں کو ان سے کوئی نسبت نہیں اور مزے کی بات یہ کہ وہ سب نعمتیں ابدی اور غیر فانی ہیں۔

اسی طرح دوزخ کے متعلق قرآن وحدیث میں جو کچھ بتلایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ایسی تکلیفیں اور ایسے دکھ ہیں کہ دنیا کے بڑے سے بڑے دکھوں اور بڑی سے بڑی تکلیفوں کو ان سے کوئی نسبت نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے الفاظ سے جنت کے عیش و راحت اور دوزخ کے دکھ اور عذاب کا جو تصور ونقشہ ہمارے ذہنوں میں قائم ہوتا ہے وہ بھی اصل حقیقت سے بہت ہی کمتر اور ناقص ہے یہ اس لئے کہ ہماری زبان کے سارے الفاظ ہماری اسی دنیا کی چیزوں کے لئے وضع کئے گئے ہیں مثلاً سیب یا انگور کے الفاظ سے ہمارا ذہن اس خاص قسم کے سیب و انگور کی طرف جاسکتا ہے جس کو ہم کھاتے رہتے اور دیکھتے رہتے ہیں ہم جنت کے سیبوں اور انگوروں کی حقیقت کا کیسے تصور کر سکتے ہیں؟ جو اپنی خوبیوں اور ذائقوں میں یہاں کے سیبوں اور انگوروں سے بدرجہا بہتر ہیں اسی طرح مثلاً سانپ اور بچھو سے ہمارا ذہن اس دنیا کے ان سانپوں اور بچھوؤں کی طرف جاسکتا ہے جن کو ہم نے دیکھا یا سنا ہے دوزخ کے سانپوں اور بچھوؤں کا پورا نقشہ ہمارے ذہنوں میں کیسے آ سکتا ہے جو دنیا کے سانپوں اور بچھوؤں سے ہزار ہا درجہ بڑے اور خوفناک ہوتے ہیں۔

بہرحال قرآن وحدیث کے الفاظ سے بھی جنت وجہنم کی چیزوں کی اصل کیفیت وحقیقت ہم پورے طور پر نہیں سمجھ سکتے بس وہاں پہنچ کر ہی معلوم ہوگا کہ جنت کیا ہے اس کی نعمتیں اس کے کھانے پینے پھل حور وغلمان کیا ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے اسی طرح دوزخ کی ہولناکی اس کی شدت اور خوفناک منظر دوزخ میں جانے والوں کو ہی معلوم ہوگا یہ بات بھی یاد رکھنے اور سمجھنے کی ہے کہ جنت ودوزخ کے متعلق جو کچھ قرآن وحدیث میں بیان فرمایا گیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہاں جو کچھ پیش آنے والا ہے اس کو ہم یہاں پوری طرح سمجھ لیں اور وہاں کے حالات کا نقشہ پوری طرح ہمارے ذہن میں بیٹھ جائے بلکہ اس بیان کا اصل مقصد تبشیر وانذار ہے یعنی نیکوکاروں کے لئے خوشخبری ہے تاکہ وہ اعمال صالحہ کی طرف مزید شوق رکھیں اور بدکاروں فاسقوں اور فاجروں کے لئے اس میں ڈرانا دھمکانا مقصود ہے تاکہ وہ اپنی خطاؤں ولغزشوں اور گناہوں سے باز آ جائیں اس مقصد کے حصول کے لئے جنت وجہنم کے متعلق قرآن وحدیث کا یہ بیان بالکل کافی وشافی ہے پس اس سلسلہ کی آیات واحادیث پر غور کرتے وقت ہمیں اسی خاص مقصد کو سامنے رکھنا چاہئے۔

دوزخ کی آگ انہتر گنا زیادہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری اس دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! یہی دنیا کی آگ کافی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلہ میں انہتر درجہ بڑھادی گئی ہے اور ہر درجہ کی حرارت آتش دنیا کی حرارت کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

تشریح:

اس دنیا کی آگ کی قسموں میں بھی درجہ حرارت میں بعض بعض سے بہت بڑھی ہوئی ہیں مثلاً لکڑی کی آگ میں گھاس پھونس کی آگ سے زیادہ حرارت ہوتی ہے اسی طرح پھر کوئلہ وغیرہ کی آگ کی حرارت وگرمی لکڑی کی آگ کی گرمی سے زیادہ ہے۔

اب حدیث کے اس مضمون کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہا کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلے میں ستر درجہ زیادہ حرارت اپنے اندر رکھتی ہے۔

دوزخ کے سانپ اور بچھو اور ان کا زہر:

حضرت عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جہنم میں سانپ ہیں جو اپنی جسامت میں بختی اونٹوں کے برابر ہیں اور وہ اس قدر زہریلے ہیں کہ ان میں سے کوئی سانپ جس دوزخی کو ایک مرتبہ ڈسے گا تو چالیس

سال کی مدت تک وہ اس کے زہر کا اثر پائے گا اور اسی طرح دوزخ میں بچھو ہیں جو (اپنی جسامت میں) پالان بندھے خچروں کی مانند ہیں' ان میں سے کوئی کسی دوزخی کو ایک مرتبہ ڈنگ مارے گا تو چالیس سال تک وہ اس کے زہر کی تکلیف پائے گا۔ (مسند احمد)

دوزخیوں کی پیپ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ غساق (یعنی وہ سڑی ہوئی پیپ جو جہنمیوں کے زخموں سے نکلے گی اور جس کے متعلق قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے کہ وہی انتہائی بھوک میں ان کی غذا ہوگی' وہ اس قدر بدبودار ہوگی) کہ اگر اس کا ایک ڈول اس دنیا پر بہایا جائے تو ساری دنیا (اس کی سڑاند سے) بدبودار ہوجائے۔ (ترمذی)

دوزخیوں کا رونا (آنسو' خون):

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے ایک خطاب میں) فرمایا: "اے لوگو! (اللہ اور اس کے عذاب کے خوف سے) خوب روؤ اور اگر تم یہ نہ کرسکو یعنی اگر حقیقی گریہ کی کیفیت تم پر طاری نہ ہوسکے' کیونکہ وہ ایسی اختیاری چیز نہیں ہے کہ آدمی جب چاہے اس کو اپنے اندر پیدا کرسکے تو پھر (اللہ کے قہر اور اس کے عذاب کا خیال کرکے) تکلف سے روؤ اور رونے کی شکل بناؤ' کیونکہ دوزخی دوزخ میں اتنا روئیں گے کہ ان کے چہروں پر ان کے آنسو ایسے بہیں گے کہ گویا کہ وہ (بہتی ہوئی) نالیاں ہیں' یہاں تک کہ آنسو ختم ہوجائیں گے اور پھر (آنسوؤں کی جگہ) خون بہے گا اور پھر (اس خون بہنے سے) آنکھوں میں زخم پڑ جائیں گے (اور پھر ان زخموں سے اور زیادہ خون جاری ہوگا اور ان دوزخیوں کے ان آنسوؤں اور خون کی مجموعی مقدار اتنی ہوگی) کہ اگر کشتیاں اس میں چلائی جائیں تو خوب چلیں۔

تشریح:

حدیث کا مقصد یہ ہے کہ دوزخ میں اتنا دکھ اور ایسا عذاب ہوگا کہ آنکھیں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کرکے خوب روئیں گی اور اس مسلسل رونے سے ان میں زخم پڑ جائیں گے' پس وہاں کے اس دکھ اور عذاب سے اور آنسوؤں کا اور خون کا دریا بہانے والے اس رونے سے بچنے کے لئے آدمیوں کو چاہئے کہ وہ دنیا میں ہی اپنے اندر خدا کا خوف پیدا کریں اور روئیں۔

عذاب جہنم کے مختلف درجے:

حضرت سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں سے بعض وہ ہوں گے کہ جن کو پکڑے گی آگ ان کے ٹخنوں تک اور بعض وہ ہوں گے کہ جن کو پکڑے گی آگ ان کی کمر تک اور بعض وہ ہوں گے کہ جن کو پکڑے گی آگ ان کی ہنسلی تک۔ (مسلم)

اس حدیث میں یہ بتانا مقصود ہے کہ دوزخ میں سب ایک درجہ اور ایک حال کے عذاب میں مبتلا نہیں ہوں گے بلکہ گناہوں کی نوعیت کی وجہ سے ان کے عذاب میں کمی بیشی ہوگی' مثلاً کچھ لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ آگ ان کے صرف ٹخنوں تک پہنچے گی اور کچھ لوگوں پر اس سے بھی زیادہ عذاب ہوگا اور آگ ان کے زانوؤں تک پہنچے گی' کچھ لوگوں پر آگ کا اثر اس سے بھی زیادہ ہوگا یعنی آگ نے ان کے کمر تک کا گھیراؤ کیا ہوا ہوگا' کچھ لوگ اس سے بھی زیادہ سخت عذاب میں ہوں گے کہ آگ ان کی گردن تک پہنچی ہوئی ہوگی' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو نیک اعمال کرنے کی توفیق نصیب فرمائے تاکہ دوزخ کی ہولناک آگ سے بچ سکیں۔ (آمین)

☆☆..........☆☆

حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی کو صدمہ

گولارچی (پ ر) عالمی تحفظ ختم نبوت گولارچی کے امیر حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی کے ماموں اور حکیم طارق محمود صدیقی' حافظ طیب محمود فاروقی کے نانا گزشتہ دنوں فیصل آباد میں انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی' ضلع بدین کے مبلغ مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی' ضلع حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے حکیم صاحب کے ماموں کے لئے ایک اجلاس میں اظہار تعزیت اور بلندی درجات کی دعا کی۔

سانحہ ارتحال

(قصور۔ اوکاڑہ) گزشتہ دنوں ضلع قصور کے قصبہ کھڑ پٹھار مدرسہ ختم نبوت کے مہتمم بانی انتقال کرگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ اسی طرح ایک اجلاس میں قاری مشتاق احمد رحیمی' قاری حبیب اللہ قادری' حکیم خوشی محمد' قاری محمد طاہر' حکیم عطاء اللہ' قاری سیف اللہ رحیمی' قاری شاہ محمد' میاں معصوم انصاری' حاجی شبیر احمد مغل' مولانا عبدالرزاق مجاہد' قاری عبدالسبحان کے علاوہ کافی حضرات نے شرکت کی۔ اسی طرح اوکاڑہ میں جامع مسجد ماتی والی اوکاڑہ کے امام وخطیب قاری غلام نبی چشتی انتقال کرگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا عبدالرزاق مجاہد نے جنازہ میں شرکت کی اور لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا۔ اللہ رب العزت مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔

شریعت و طریقت کا امتزاج

مولانا مطیع الرحمٰن بھاگلپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی!

خدا تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کی معرفت کا علم ضروری ہے:

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

اے خدا احسان تو اندر بے شمار
کی توانم بازبان صد ہزار

ترجمہ: ''اے خدا! تیرے احسانات مجھ پر بے شمار ہیں' سو ہزار زبان سے بھی ان کو شمار نہیں کر سکتے۔''

جان و گوش چشم و ہوش پا و دست
جملہ از دریائے احسانت پراست

ترجمہ: ''میری جان میرے کان اور میری آنکھیں اور میرے ہوش و حواس اور ہاتھ پاؤں سب کے سب آپ کے احسان کی موتیوں سے پُر ہیں۔''

تو جس محسن حقیقی نے بغیر کسی معاوضہ اور بدلہ کے ہمیں اتنی بڑی عظیم نعمتوں سے نوازا' سر سے پیر تک نعمتوں کے خزانے رکھے تو ان کی معرفت اور تعلق کے علوم اور اسباب کا جاننا اور اس کا داعیہ پیدا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔

علم الشرائع والاحسان:

شرعی احکام جن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو مکلف کیا گیا ہے' ان کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ نے ''حجۃ البالغہ'' میں لکھا ہے:

''شرعی احکام جن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو مکلف کیا گیا ہے وہ دو طرح کے ہیں: ایک تو ان کی ظاہری صورت ہے' اور اسی سے حکم کی بجا آوری ہونے نہ ہونے کا پتا چلتا ہے' اور دوسری ان کی وہ تاثیر ہے جس سے انسان کا قلب اور روح سنورتے اور بنتے ہیں' پہلی قسم کو علم الشرائع کہا جائے گا اور دوسری قسم کا نام علم الاحسان ہے۔'' (ج:۲' ص:۲۶)

عقائد:

ہر مومن کے لئے تصحیح عقائد ضروری ہے' بغیر تصحیح عقائد کے کوئی عمل عنداللہ مقبول نہیں' اس لئے عقیدہ سے متعلق علوم و مباحث کو جاننا اور اس کے مطابق زندگی گزارنا ضروری ہے' سوء عقیدہ سے بظاہر کوئی بھی عمل عنداللہ مقبول ہونے کے بجائے مردود ہو جاتا ہے۔

عبادات:

نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج اور دیگر اعمال صالحہ کو صحیح ترتیب کے ساتھ ادا کرنا چاہئے' بے ترتیبی اور غفلتوں سے عبادات کو بچانا چاہئے' ورنہ عدم مقبولیت کا قوی اندیشہ ہے۔

معاملات:

یعنی لین دین' خرید و فروخت اور ہر نوع کے معاملات جائز طریقے سے ہوں' ذرائع آمدنی بھی حلال اور پاک ہوں اور مصارف بھی صحیح ہوں۔

معاشرت:

یعنی زندگی گزارنے اور رہنے سہنے میں جملہ آداب اور طریقے' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہوں' جو اصول زندگی شریعت مطہرہ میں منقول ہیں' ان کی اطاعت مکمل طریقے سے ہو۔

اخلاقیات:

مثلاً تواضع' صبر و شکر' توکل' اخلاص' جن کو اخلاق محمودہ کہا جاتا ہے' ان سب کو درست کرنا بڑی نعمت ہے' اور سوء اخلاق مثلاً بغض' حسد' ریا' عجب' حب جاہ اور حب مال' یہ خصائل مذمومہ اور اخلاق رذیلہ ہیں' جن سے اجتناب بہت ضروری ہے' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احسن اخلاق کی دعا بھی مانگی ہے:

''اللھم اھدنی لاحسن الاخلاق لایھدی لاحسنھا الا انت واصرف عنی سیئھا لا یصرف عنی سیئھا الا انت۔''

شریعت اور طریقت:

علم الشرائع اور علم الاحسان ہی کو علم شریعت اور علم طریقت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے' انہیں کی مزید توضیح کے لئے فتاویٰ محمودیہ کی ایک عبارت یہاں

درج کی جا رہی ہے۔

ہمارے حضرت فقیہ امت مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند فتاویٰ محمودیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”شریعت میں احکام ظاہرہ: نماز‘ روزہ‘ زکوٰۃ‘ حج‘ بیع وشراء اور نکاح وطلاق وغیرہ کے احکام بیان کئے جاتے ہیں‘ اور طریقت میں احکام باطنہ‘ صبر‘ شکر‘ رضا وتسلیم تفویض وتوکل اور اخلاص وغیرہ کے احکام بیان کئے جاتے ہیں‘ یعنی شریعت ظاہر کی اصلاح کرتی ہے اور طریقت باطن کی اصلاح کرتی ہے۔“ (فتاویٰ محمودیہ ج:۱)

دوسری جگہ حضرت نے تحریر فرمایا ہے:

”جو احکام انسان کے ظاہر سے متعلق ہوں وہ شریعت ہیں اور تربیت باطن کا نام طریقت ہے‘ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں‘ بلکہ معاون و مددگار ہیں‘ ان میں سے ایک کی تکمیل دوسرے سے ہوتی ہے۔“

(فتاویٰ محمودیہ ج:۱۵‘ ۱۰۵)

الحمدللہ! ان سب مضامین کو مولف موصوف نے خوب تفصیل سے قلم بند فرمایا ہے‘ اور حقیقت تصوف کے ساتھ عقائد‘ عبادات‘ معاملات‘ معاشرت اور اخلاقیات کو خوب خوب اجاگر کیا ہے۔

علم تصوف کا مبداء ومنتہاء:

شیخنا وشیخ المشائخ‘ قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نوراللہ مرقدہٗ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ”انما الاعمال بالنیات“ یہ سارے تصوف کی ابتدا ہے اور ”ان تعبد اللہ کانک تراہ“ سارے تصوف کا منتہاء ہے‘ اسی کو نسبت بھی کہتے ہیں اور اسی کو یادداشت اور حضوری بھی کہا جاتا ہے۔

حضوری گر ہمی خواہی از و غافل مشو حافظ
متی ما تلق من تہویٰ دع الدنیا واہملہا

شریعت اور طریقت دوا بھی غذا بھی:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں عظیم نعمتیں ہیں‘ شریعت دوا بھی ہے اور غذا بھی‘ دوا ان کے حق میں جو ابھی کلفت مجاہدہ میں ہیں اور غذا ان کے حق میں جو مجاہدہ کے بعد لذت مشاہدہ میں ہیں اور دوا اور غذا دونوں ہی نعمت ہیں۔

شریعت اور طریقت کا جاننا ضروری ہے:

ہر صاحب ایمان کے لئے علوم شریعت و طریقت کا حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے‘ تاکہ ظاہر وباطن دونوں کی اصلاح ہوجائے۔ سیدنا و سیدالمرسلین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو نفس کے جالوں سے بچنے کے لئے کیسی عجیب جامع دعا تعلیم فرمائی ہے:

”یا حی یا قیوم برحمتک نستغیث‘ اصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین“

ترجمہ: ”اے زندہ رہنے والے اور دنیا جہاں کے سنبھالنے والے تیری رحمت کی فریاد کرتا ہوں‘ میری حالت کو درست کردیجئے اور مجھے پلک جھپکنے تک بھی میرے نفس کے حوالہ مت کیجئے۔“

حصول معرفت کی تین باتیں:

حضرت مولانا عبدالغنی پھولپوری نوراللہ مرقدہ خلیفہ اجل حضرت تھانویؒ نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے تین باتوں کو ضروری قرار دیا ہے:

۱:...... صحبت اہل اللہ
۲:...... کثرت ذکراللہ
۳: تفکر فی خلق اللہ (یعنی فکر و مراقبہ وغیرہ)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت اور فیض کامل سے صحابہ کرامؓ بنے اور کامل بنے۔ مرحوم اکبرالہ آبادی کا شعر ہے:

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

ہم یہاں پہلے ذکر اللہ کے بارے میں‘ بعدہٗ صحبت اہل اللہ کے بارے میں کچھ عرض کریں گے۔

ذکر اللہ کی فضیلت:

حدیث میں ذکر کو صقالۃ القلب فرمایا گیا ہے کہ ذکر اللہ دلوں کے لئے جلا اور شفا۔ یعنی امراض قلبیہ کا علاج ذکر اللہ ہے‘ ایک حدیث میں ہے:

”الشیطان جاثم علی قلب ابن آدم اذا ذکر اللہ تاخر واذا غفل وسوس۔“

ترجمہ: ”شیطان گھٹنے جمائے ہوئے آدمی کے دل پر مسلط رہتا ہے‘ جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان عاجز ہوکر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب آدمی غافل ہوتا ہے تو وسوسے ڈالنا شروع کردیتا ہے۔“

ایک حدیث میں ہے کہ ذکر اللہ صدقہ‘ جہاد اور ساری عبادتوں سے افضل ہے اور یہ اس لئے فرمایا کہ اصل مقصود اللہ کا ذکر ہے‘ اور ساری عبادتیں اس کا ذریعہ اور آلہ ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جن لوگوں کی زبانیں ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہیں گی ان میں سے ہر آدمی جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔

ذکر نفلی:

حضرت مولانا الیاسؒ فرماتے ہیں:

”ذکر کی حقیقت ہے‘ دم غفلت‘ اور

فرائض دین کی ادائیگی میں لگا رہنا اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے پھر فرمایا اور ذکر نفلی اس واسطے ہے کہ جو اوقات فرائض میں مشغول نہ ہوں وہ لایعنی میں نہ گزریں' شیطان یہ چاہتا ہے کہ فرائض میں لگنے سے جو روشنی پیدا ہوتی ہے اور جو ترقی حاصل ہوتی ہے وہ لایعنی میں لگا کر اس کو برباد کردے' پس اس سے حفاظت کے لئے ذکر نفلی ہے۔"

الغرض فرائض سے جو وقت فارغ ہو اس کو ذکر نفلی سے معمور رکھا جائے' نیز ذکر نفلی سے خاص ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے عام مومنین میں ذکر کی شان پیدا ہوتی ہے' اور اللہ کے اوامر کی تعمیل میں اور اس کے مواعید کے شوق میں کام کرنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے۔" (ملفوظات ص:۱۵۶)

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ اسی لئے صوفیائے کرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں تاکہ قلب میں اس کے وساوس کی گنجائش نہ رہے اور قلب اتنا قوی ہوجائے کہ اس کا مقابلہ کرسکے۔

ذکر قلبی:

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی یہ ہے کہ دل ہر وقت اللہ سے وابستہ ہوجائے اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ حالت ساری عبادتوں سے افضل ہے۔

اجتماعی ذکر:

رئیس التبلیغ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف کاندھلوی نوراللہ مرقدہ نے "حیات صحابہؓ" میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے:

"حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رحمٰن کے دائیں جانب ایسے لوگ ہوں گے جو انبیاء اور شہداء نہیں ہوں اور رحمٰن کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں' ان کے چہروں کو سفیدی دیکھنے والوں کی نگاہ کو چکاچوند کردے گی' ان کو جو مقام اور اللہ کا قرب نصیب ہوگا اسے انبیاء اور شہداء بہت اچھا سمجھیں گے (یعنی رشک کریں گے) کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ لوگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مختلف قبیلوں کے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی وجہ سے آپس میں جمع ہوں اور اچھی اچھی باتوں کو ایسے چن لیں جیسے کھجور کھانے والا اچھی کھجوریں چنتا ہے۔"

(حیاۃ الصحابہؓ ص:۳۵۲ کذا فی الترغیب)

اس حدیث سے اجتماعی ذکر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ دوسری حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے جو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں پر نور چمکتا ہوگا' وہ موتیوں کے ممبروں پر ہوں گے' لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے' وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے' ایک دیہاتی نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا یارسول اللہ! آپ ان کا حال بیان کردیجئے تاکہ ہم انہیں پہچان لیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مختلف جگہوں کے اور مختلف خاندان کے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی وجہ سے آپس میں محبت کریں اور ایک جگہ جمع ہوکر اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔"

(حیاۃ الصحابہؓ بحوالہ طبرانی)

مجالس ذکر:

اسی طرح مجالس ذکر کو جنت کے باغات سے تعبیر فرمایا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ جنت میں کسی قسم کی آفت نہیں ہوتی' اسی طرح یہ مجالس بھی آفات سے محفوظ ہیں۔

مجالس ذکر کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائیں گے کہ عنقریب حشر والوں کو پتا چل جائے گا کہ کرم والے کون ہیں؟ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! کرم والے کون ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ذکر کی مجالس والے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی بہت سی جماعتیں مقرر فرما رکھی ہیں جو کہ زمین پر اللہ کے ذکر کی مجالس میں اترتی ہیں اور ان کے پاس ٹھہرتی ہیں' لہٰذا تم جنت کے باغوں میں چرا کرو' حضرات صحابہ کرامؓ نے پوچھا جنت کے باغ کہاں ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ذکر کی مجالس۔" (حیاۃ الصحابہؓ ص:۳۱۷ بحوالہ ترغیب)

اسی طرح کی ایک حدیث اس طرح مذکور ہے:

"حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جنہیں "ذوالبحاوین" یعنی دو چادر والا کہا جاتا تھا' ان کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک یہ آہیں بھر کر رونے والا ہے' اور یہ اس وجہ سے فرمایا کہ وہ تلاوت قرآن کریم' دعا اور اللہ کا ذکر کثرت

سے اور اونچی آواز سے کیا کرتے تھے۔"

(حیاۃ الصحابہ ص:۳۵۶)

حضرت شیخ الحدیثؒ ذکر بالجہر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں کو بکثرت دیکھا ہے کہ ذکر بالجہر کرتے ہوئے ایسی طراوت آجاتی ہے کہ بیٹھنے والا بھی اس کو محسوس کرتا ہے اور ایسا منہ میں پانی بھر جاتا ہے کہ ہر شخص اس کو محسوس کرتا ہے' پھر یہ فرمایا: مگر یہ جب ہے کہ دل میں چسکا ہو اور زبان کثرت ذکر کے ساتھ مانوس ہو چکی ہو۔

یہی راز ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے یہ قوت قلبیہ اعلیٰ درجہ پر حاصل تھی' ان کو ضربیں لگانے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے زمانہ سے جتنا بعد ہوگا تو اتنا ہی قلب کے لئے اس مقوی قلب خمیرہ وغیرہ کی ضرورت پڑی تاکہ قلوب ذکر سے مانوس ہو جائیں۔

مجالس ذکر اور ذکر جہری کرنے والوں پر اعتراض کرنے والوں کے لئے درس عبرت کے ساتھ ترہیب بھی ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

"حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے تم صرف ایسے آدمی کے ساتھ رہو جو اللہ کے ذکر میں تمہاری مدد کرے۔"

اس حدیث میں اہل ذکر جو مشائخ ہیں' ان کی صحبت کو ضروری قرار دیا گیا ہے' یقیناً حضرات مشائخ ہی صحیح ذکر کرانے کے معاون اور مربی ہیں۔

شیخ الحدیثؒ اور اہتمام ذکر:

احقر (مطیع الرحمٰن) چھپن اور چھیاسٹ عیسوی میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوا' پڑھنے ہی کے زمانہ میں خواب کی بنیاد پر حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ کے مشورے سے حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ سے اصلاحی تعلق قائم کر لیا تھا' اور دورۂ حدیث شریف اور دورۂ تفسیر کے سالوں میں حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ کی معیت میں کثرت سے جمعرات و جمعہ حضرت شیخ کی خدمت میں سہارنپور حاضری دیا کرتا تھا۔ حضرت اقدس مجھ سے واقفیت کے ساتھ کافی مانوس بھی تھے' دارالعلوم دیوبند سے مکمل فراغت کے بعد جب سہارنپور حضرت کی خدمت میں ڈیڑھ ماہ قیام کے لئے حاضر ہوا' چونکہ حضرت کا سفر میوات کے علاقے میں کسی اجتماع میں شرکت کا تھا تو مجھے بھی حضرت اپنے ساتھ لے گئے' حضرت مفتی اعظم بھی اس جماعت میں تھے' تقریباً ایک ہفتہ کا اس علاقہ کا سفر تھا' حضرت شیخ کا معمول روزانہ مجالس ذکر کے اہتمام کا تھا' سارے اکابر تبلیغ مجالس ذکر میں شرکت کا اہتمام کرتے تھے اور سب ذکر جہری میں مشغول رہتے تھے۔

جب میں جامعہ عربیہ ہتھورا ضلع باندہ میں مدرس تھا تو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ مدینہ قیام کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت برکۃ العصر مولانا صدیق احمد نور اللہ مرقدہ کی معیت میں مرکز نظام الدین بغرض زیارت و ملاقات حاضر ہوا اور کئی دن وہاں قیام رہا' حضرت جی والے کمرہ میں حضرت شیخ کا قیام تھا' اسی کمرہ میں روزانہ مجالس ذکر کا اہتمام ہوتا تھا' اور مرکز کے سارے اکابر اور دیگر ذاکرین مجالس ذکر میں ذکر جہری کا اہتمام کرتے تھے۔

جس دن حضرت شیخ الحدیث کی ہوائی جہاز سے جانے کی تاریخ تھی' اس آخری مجلس میں خصوصی ملاقات کے وقت حضرت مولانا عبیداللہ صاحبؒ پر آہ و بکا کی ایک کیفیت طاری ہوگئی اور حضرت شیخ سے عرض کیا: حضرت آپ تشریف لے جا رہے ہیں اور ابھی ذکر کی تکمیل نہیں ہوئی ہے اور خوب روئے' پھر حضرت شیخ نے کچھ تلقین فرمائی جس سے وہ خاموش ہو گئے۔

مندرجہ بالا باتوں سے مقصود ذکر اور ذکر کی مجالس کی کتنی اہمیت حضرت شیخ اور اکابرین تبلیغ کے یہاں تھی' اس کو بتانا ہے۔

مولانا الیاسؒ اور علم وذکر:

مخدوم العالم بانی تبلیغ حضرت اقدس مولانا الیاسؒ کا ایک ارشاد گرامی ہے کہ "ہماری اس دینی دعوت میں کام کرنے والے سب لوگوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دینی چاہئے کہ تبلیغی جماعتوں میں نکلنے کا مقصد صرف دوسروں کو لے جانا بالفاظ دیگر محض دعوت دینا نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعہ سے اپنی اصلاح اور اپنی تعلیم و تربیت بھی مقصود ہے' اور نکلنے کے زمانے میں علم و ذکر کی مشغولیت کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے' علم دین اور ذکر اللہ کے بغیر نکلنا کچھ بھی نہیں ہے۔"

ذکر اہل ذکر کی نگرانی میں ہونا چاہئے:

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ علم و ذکر میں یہ مشغولیت اس راہ کے اپنے بڑوں سے وابستگی رکھتے ہوئے ان کے زیر ہدایت و نگرانی ہو' انبیاء کرام علیہم السلام کا علم و ذکر' اللہ تعالیٰ کے زیر ہدایت تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و ذکر کر لیتے تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات کی پوری پوری نگرانی فرماتے تھے' اسی طرح ہر زمانہ میں لوگوں نے اپنے بڑے سے علم و ذکر کو لیا اور ان کی نگرانی و رہنمائی میں ذکر کی تکمیل کی' آج ہم اپنے بڑوں کی نگرانی و رہنمائی کے محتاج ہیں' ورنہ شیطان کے جال میں پھنسنے کا اندیشہ ہے۔

(ملفوظات ص:۱۱۰'۱۱۱)

نیز فرمایا:

''ذکر اللہ شر شیاطین سے بچنے کے لئے قلعہ اور حصن حصین ہے' لہٰذا جس قدر غلط اور بُرے ماحول میں تبلیغ کے لئے جایا جائے' شیاطین جن و انس کے بُرے اثرات سے اپنی حفاظت کے لئے اسی قدر ذکر اللہ کی زیادتی کا اہتمام کیا جائے۔''

(ص:۶۹)

اہل کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے:

قرآن مجید میں ہے:

''فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون''

ترجمہ: ''اگر تم کو علم نہیں ہے تو دوسرے اہل علم سے پوچھو۔''

یہ آیت اگرچہ خاص مضمون کے لئے نازل ہوئی ہے' مگر الفاظ قرآن مجید کا مفہوم عام ہوا کرتا ہے' تو بظاہر وہ لوگ جو احکام شرع سے واقف نہیں ہیں اور نہ ان کو طریقہ معرفت معلوم ہے تو وہ حضرات اہل علم اور اہل معرفت سے پوچھ کر اور علم حاصل کر کے عمل کریں' چونکہ ہر شخص کے لئے جس طرح مسائل دینیہ شرعیہ کا جاننا ضروری ہے' اسی طرح تزکیہ باطن کے علوم و معارف کو بھی جاننا اور پوچھنا لازمی اور ضروری ہے' ہر جگہ ماحول کا فتنہ ہے' معاشرہ کا فساد ہے' علم کا معیار بھی گھٹتا جارہا ہے اور اغراض نفسانی و شیطانی میں پھنس کر تقویٰ اور خدا ترسی میں بھی کافی ضعف آ گیا ہے۔ ان حالات میں اگر مسائل میں علماء کرام کی طرف رجوع نہیں کیا گیا اور دینی کتابوں کے مطالعہ سے استغنا برتا گیا اور تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کے لئے مشائخ سلوک کی طرف رجوع نہیں کیا گیا تو نہ تو کوئی محسن حقیقی کو جان سکے گا اور نہ محسن حقیقی کے جو احسانات بندوں پر ہیں' ان کا شکریہ ہی ادا کر سکے گا۔

اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے:

اس لئے علوم ظاہرہ یعنی علوم شریعت کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اصلاح نفس اور تزکیہ باطن کے لئے اللہ والوں کی صحبت اور تعلق بھی ضروری ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔'' (النساء)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے خطاب فرمایا ہے' جس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور خدا ترسی پیدا ہونے کے لئے اعمال صالحہ کا اہتمام اور منکرات سے اجتناب کے لئے صادقین اور اہل اللہ کی صحبت ضروری ہے' اس سلسلہ میں حضرت اقدس عبدالغنی پھولپوری نور اللہ مرقدہ خلیفہ اجل حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے اپنی مجلس میں فرمایا تھا کہ جب مومن اس راستہ کو قطع کرتا ہے اور کسی عارف کامل کی صحبت میسر ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے نفس کے فتنے اور مکائد کا ادراک ہو جاتا ہے تو شیخ عارف کامل' طالب کے لب و لہجہ اور چال ڈھال سے اس کے انداز نشست و برخاست سے بھانپ لیتا ہے اور اس کے نفسانی چالوں کی نگرانی کرتا رہتا ہے اور مکائد نفس سے باز رکھتا ہے:

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو

اس لئے اللہ والوں کی صحبت ہر مومن کے لئے اکسیر ثابت ہوتی ہے۔

اہل اللہ کی پہچان:

اہل اللہ کون ہیں؟ اہل اللہ وہ لوگ ہیں' جن میں اتباع سنت ہو' جو شخص اتباع سنت سے جتنا دور ہوگا' قرب الٰہی اور معرفت الٰہی سے اتنا ہی دور ہوگا:

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں جز بر پے مصطفیٰ
خلاف پیمبر کسے رہ گزید
ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

صحبت کے اثرات:

لہٰذا اہل اللہ کو پہچاننا کوئی مشکل بات نہیں' ان کو پہچان کر اپنا تعلق جوڑ لیا جائے' بیعت جو نسبت اور تعلق مع اللہ کا ذریعہ ہے اس کو اپنانا ہر مومن کے لئے خواہ وہ کسی بھی شعبہ حیات سے تعلق رکھتا ہو' انتہائی ضروری ہے تاکہ مزاج اور اعمال اور اخلاق میں تبدیلی ہو اور اخلاق رذیلہ دور ہو جائیں اور اخلاق فاضلہ پیدا ہو جائیں اور اپنی اصلاح ہی کی نیت سے ان اللہ والوں کی صحبت اختیار کی جائے۔

حضرت اقدس راس المحدثین مولانا انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ' جس موقع سے لاہور میں ایک عرصہ تک مقیم رہے' ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم ان کی خدمت میں حاضری دیتے رہے' اور ان کی صحبت بابرکت کا فیض حاصل کر کے اتنا متاثر ہوئے کہ وہ ماضی کی کمزوریوں سے تائب اور نادم ہوئے' حضرت شاہ صاحبؒ کی توجہ خاص اور صحبت بابرکت سے ایسی چیز قلب میں پائی جس سے قلب ہمیشہ سے ناآشنا تھا' اور پھڑک اٹھے اور ایسے اشعار پڑھے جن میں معرفت ٹپکتی تھی' پہلے ان کے اشعار دوسری طرز کے ہوا کرتے تھے' بعد میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی طرز پر اشعار کہنا شروع کیا اور ان کے اشعار سے یہ معلوم ہونے لگا کہ ان کو حضرت شاہ صاحبؒ کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے کہ ان کو نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے بڑا گہرا تعلق ہے:

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا بھرا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

بہت اونچے اونچے اشعار کہا کرتے تھے' یہ انقلاب احوال و کیفیات' حضرت شاہ صاحبؒ کی صحبت بابرکت کی وجہ سے ہوا' آج اکابرین کی صحبت جس سے ہمارے احوال میں انقلاب برپا ہو اور کیفیات میں تبدیلی ہو اولاً تو وہ صحبت میسر نہیں اور پھر اس کو ہم ضروری بھی نہیں سمجھتے بلکہ بظاہر عملاً ان صحبتوں کا ہی انکار ہے۔

بیعت اور اصلاحی تعلق جس سے مومن' صاحب نسبت ہوتا ہے اور نسبت کے بعد اعمال دینیہ کا اہتمام اور معمولات کی پابندی سے نسبت میں ترقی ہوتی ہے' مگر افسوس صد افسوس بعض افراد نے اس لائن میں اس قدر غلو اختیار کیا ہے کہ وہ ذکر و اذکار اور بیعت و سلوک اور اعمال اعتکاف کو عمدہ عمل نہیں سمجھتے اور نہ ہی مدارس دینیہ اور علمائے مدارس کی ان کی نگاہوں میں کوئی اہمیت ہے' ان کے بیانات اور ان کے طرز عمل سے ان چیزوں کا استخفاف اور انکار ہی ہوتا ہے۔

دعوت و تبلیغ ایک اعلیٰ اور بہت اہم عمل ہے:

یہاں تک جو گفتگو ہوئی وہ علم الشرائع اور علم الاحسان کی اہمیت و ضرورت پر ہوئی تاکہ زندگی عمل پر آجائے' یہاں ایک اور بات بھی اہم اور ضروری ہے وہ یہ کہ عمل ہی کے لئے دعوت عمل بھی ضروری ہے' دعوت و تبلیغ کے ذریعہ ایک طرف وہ فریضہ بھی ادا ہوگا جو اس امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد کیا گیا ہے' اور دوسری طرف اپنی اصلاح کے لئے بھی دعوت ضروری ہے' اس طرح دعوت و تبلیغ والا عمل' بہت اونچا عمل ہے' سارے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو دعوت الی اللہ کے ذریعہ خدا کے بندوں کو خدا کی عبادت و معرفت کی طرف متوجہ کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک خوب خوب دعوت دی اور انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوموں میں دعوت الی اللہ کا اہتمام فرمایا' مگر دعوت کا مقصد محض دعوت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی اور خدا کی معرفت اور حصول تقویٰ پر آمادہ کرنا اور لگانا تھا' دعوت اسباب کے درجہ میں ہے' مقصود عبادت و بندگی اور طاعت و فرمانبرداری کرانا' دعوت' داعیہ ہے اور ایک بہترین سبب ہے اللہ کی عبادت اور معرفت کا' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وما خلقت الجن والانس
الا لیعبدون۔''()

ترجمہ:''ہم نے نہیں پیدا کیا جن و انس کو مگر اپنی عبادت کے لئے''

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو رئیس المفسرین ہیں'' لیعبدون '' کی تفسیر ''لیعرفون '' سے کی ہے۔ معلوم ہوا کہ مقصد تخلیق عبادت و معرفت ہے۔ حضرت عارف رومی رحمہ اللہ کا یہ شعر اس آیت کا مصداق ہے:

ما خلقت الجن والانس ایں بخواں
جز عبادت نیست مقصود از جہاں

دین کی اشاعت اور اس کی حفاظت اور امت میں دین کو لانے اور زندہ رکھنے کے لئے اور احکام دین کے احیاء کے لئے دعوت و تبلیغ بہت اونچا عمل ہے' جو اہل نظر و فکر سے مخفی نہیں ہے' اور اس وقت دعوت والا عمل ساری دنیا میں جاری و ساری ہی' اگر کسی کج فہم نے عناد میں' دعوت تبلیغ کے نظام اور اعمال پر اور طریقہ کار پر اعتراض کیا تو ہر ایسے موقع پر ہمارے اکابر امت علماء نے ایسے مفسدین اور غلط لوگوں کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ معترضین تو ہر زمانہ میں رہے ہیں' لیکن اعتراض جو ہوا ہے اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ اعتراض کرنے والوں نے اس حقیقت کو سمجھا نہیں' اس لئے اعتراض کیا' یا کبھی دعوت کی محنت کرنے والے احباب اور بعض جگہوں کے ذمہ دار افراد کی خاص کمزوری کی وجہ سے اعتراض ہوا ہے' ورنہ کام اپنی جگہ برحق ہے۔

تعلیم' تزکیہ اور دعوت میں ربط و تعلق:

مدارس دینیہ میں تعلیم و تعلم' خانقاہوں میں مجالس ذکر اور اعمال تزکیہ اور دیگر مجاہدات اور تبلیغی مراکز میں دعوت الی اللہ کی عظیم محنت' ان تمام اعمال کی خوب خوب اہمیت ہے' اور کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان تمام اعمال کے خوب خوب فضائل مذکور ہیں اور ہر عمل کی اپنی ایک اہمیت ہے' اس لئے کوئی فرد کوئی جماعت کوئی مرکز کسی کے عمل کی تنقیص نہ کرے اور نہ تردید کرے اور ہر جگہ ہر ایک کا' ایک دوسرے کا تعاون ہو تو یہ سارے اعمال دینیہ بحسن و خوبی فروغ پائیں گے اور اس طرح ہر فرد دینداری کی بنیاد پر ترقیات کی راہ پر گامزن ہوگا۔

غلو اور غلبہ کا فرق:

ہاں! دین کے ہر شعبہ میں کام کرنے والوں میں اس شعبہ کے کام کا غلبہ ہونا ضروری ہے' مراکز علوم دینیہ میں تعلیم و تعلم کا غلبہ' مراکز تزکیہ باطن اور خانقاہوں میں مجالس ذکر اور اعمال تزکیہ و مجاہدات کا غلبہ اور مراکز دعوت و تبلیغ میں دعوت و تبلیغ جیسی عظیم محنتوں کا غلبہ ہونا چاہئے' تو انشاء اللہ یہ سارے دینی کام آگے بڑھیں گے اور کسی پر کسی عمل کا غلبہ ان اعمال کی محمودیت کے ساتھ مطلوب بھی ہے تاکہ کام خوب آگے بڑھے' اگر کوئی اپنی کج فہمی سے کسی دینی کام کی تنقیص یا تردید کرتا ہے یا دوسرے کام کی تحقیر کرتا ہے تو اسے غلبہ نہیں کہا جائے گا' بلکہ غلو کیا جائے گا

اور غلو فی الدین مذموم و مردود ہے' اگر مدارس والے ذکر واذکار اور دعوت تبلیغ کی تنقیص کریں یا خانقاہوں میں دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتعلم کی تنقیص ہو یا ارباب دعوت وتبلیغ' تبلیغی کام کو ہی اصل سمجھیں اور دوسرے کام کی تنقیص اور تحقیر کریں تو بالیقین ان کا یہ طرز فکر و عمل مذموم اور قابل مذمت ہوگا۔

اعتدال کی اہمیت وضرورت:

اعتدال سے نظام میں کمال پیدا ہوتا ہے اور افراط وتفریط سے نظام دین مختل ہو کے رہ جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ"

ترجمہ: "اور تم کو کسی قوم یا جماعت کا بغض اعتدال سے نہ ہٹائے' اعتدال اختیار کرو اور عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔"

یہ مرض عام ہے کہ ایک شعبہ میں دینی کام کرنے والے دوسرے شعبہ کے دینی کام کی تحقیر اور تنقیص محض بغض وحسد اور کینہ کی وجہ سے کرتے ہیں' ایسی حالت میں ضروری ہو جاتا ہے کہ اللہ والوں سے صحیح تعلق قائم کر کے اپنے کاموں کو آگے بڑھائیں۔

قرآن مجید وحدیث مبارک میں دعوت وتبلیغ والے عمل کے فضائل خوب مذکور ہیں' اسی طرح علم دین اور تزکیہ باطن کا ذکر اور اس کے فضائل بھی خوب خوب مذکور ہیں' اسی لئے کسی ایک لائن میں کام کرنے والے کا دوسری لائن والوں کی تنقیص میں مبتلا ہونا اپنے لئے خطرہ کی گھنٹی سمجھے' یہ طرز عمل دنیا میں پریشانی کے امکان کے ساتھ اخروی نعمتوں سے محرومی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

اکابر کا طرز عمل:

شیخنا وشیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی' شیخی وسندی فقیہ امت حضرت اقدس مفتی محمود حسن مفتی اعظم دارالعلوم دیو بند' حکیم الامت حضرت اقدس شاہ مولانا عبدالحلیم نور اللہ مرقدہ' بحر العلم والعرفان حضرت اقدس مولانا منظور نعمانی صاحب نور اللہ مرقدہ' مفکر ملت حضرت اقدس مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ' محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ' برکۃ العصر عارف باللہ حضرت مولانا صدیق احمد صاحب نور اللہ مرقدہ' دعوت وتبلیغ کی لائن سے بھی متعارف شخصیات ہیں' تبلیغی جماعت کی سرپرستی اور تبلیغی اجتماعات میں شرکت کرنے والے اور تبلیغی جماعت میں روح ڈالنے والے یہ حضرات مخلصین ہیں۔

اسی طرح دہلی میں تبلیغی مرکز نظام الدین کے اکابر حضرت اقدس رئیس تبلیغ حضرت مولانا یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ اور حضرت اقدس حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ اور دوسرے اکابر حضرات حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری نور اللہ مرقدہ' حضرت مولانا عبید اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ وغیرہ اکثر حضرات سہارنپور میں حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضری دیتے تھے' اعتکاف اور ذکر کا خوب خوب اہتمام ہوتا تھا' اسی طرح مرکز نظام الدین میں بھی مسجد میں اعمال اعتکاف کا خوب خوب اہتمام ہوتا تھا۔

اب بھی وہاں یعنی مرکز نظام الدین میں حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے نواسے اور حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادہ حضرت مولانا زبیر الحسن صاحب دامت برکاتہم کے یہاں مجالس ذکر کا خوب خوب اہتمام ہوتا ہے۔

تمام اکابرین کے معمولات' ملفوظات کے پیش نظر دعوت وتبلیغ کی جلاء اور ترقی کے لئے مراکز علوم دینیہ اور علماء ومشائخ سے خوب محبت کرنے کی ضرورت ہے' جس کی طرف حضرت مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم برابر توجہ دلاتے رہتے ہیں اس طرح ان شاء اللہ یہ کام بھی بڑھے گا اور حق تعالیٰ شانہ کی معرفت کا حق ادا کرنے کی تکمیل بھی پیدا ہو جائے گی۔

شیخی وسندی مرشدی ومولائی حضرت فقیہ امت مفتی محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہ' مفتی اعظم دارالعلوم دیو بند کی پوری زندگی درس وتدریس' افتاء نویسی' تزکیہ نفس وتربیت باطن اور وعظ وارشاد میں گزری' مگر ایک لمحہ کے لئے بھی دعوت وتبلیغ کے کام سے غافل نہیں ہوئے' بلکہ ترغیب وتاکید کے ساتھ فارغین طلبہ وفضلاء کو تبلیغ میں بھی وقت لگانے کا مشورہ دیتے رہتے تھے' دعوت وتبلیغ پر ہونے والے اعتراضات کا مفصل ومدلل جواب تحریر فرماتے' اعتراضات کے جواب ہی کے سلسلہ کا ان کا ایک اہم رسالہ "چشمہ آفتاب" کے نام سے شائع ہوا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔

ایک زمانہ میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف کاندھلوی نور اللہ مرقدہ' حضرت اقدس مولانا انعام الحسن نور اللہ مرقدہ' اپنے علمی انہماک کی وجہ سے کام کی طرف متوجہ نہیں تھے۔ بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس نور اللہ مرقدہ نے حضرت مفتی صاحب کو اس کام پر مامور فرمایا کہ ان دونوں حضرات کو تبلیغی کام کی طرف متوجہ فرمائیں' آپ نے بڑی تدبیر وحکمت کے ساتھ مختلف مجالس میں ان حضرات سے گفتگو فرمائی اس طرح یہ کام سے وابستہ ہو گئے' بعد میں کسی موقع پر رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی نور اللہ

مرقدہ نے مفتی اعظمؒ سے عرض کیا کہ پہلے تو آپ میرے پیچھے پڑے رہتے تھے اور ہم کو ادھر لگایا اور اب خود پیچھے بیٹھ گئے' آپ ہماری خبر نہیں لیتے' حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا: ہمارے حوالہ جو کام کیا گیا تھا ہم نے اس کو انجام دے دیا اور ہم اس میں کامیاب ہیں اور ہم کو کسی ایک کونہ میں پڑا رہنے دیجئے تاکہ کتابیں دیکھتے رہیں ورنہ کوئی بھی مسائل بتانے والا نہیں ملے گا۔

ایک اور موقع پر حضرت مفتی محمودؒ نے ایک تبلیغی جماعت کو اس طرح نصیحت فرمائی:

''تبلیغی سلسلہ میں چھ نمبر یعنی چھ باتیں بے حد مفید ہیں' ان چھ باتوں سے دین کے ہر پہلو کا واسطہ ہے' اس لئے ضروری ہے کہ جو شخص تبلیغی جماعت میں جائے وہ ان چھ نمبروں سے باہر نہ نکلے' ساتویں آٹھویں نمبر کی طرف رخ نہ کرے' اس سے خیال بٹ جاتا ہے' حتیٰ کہ تقریر میں بھی چھ نمبر کہنے کی عادت ڈالے' انہی چھ باتوں کی اچھی طرح مشق کرے۔''

(حیات محمودج:۲'ص:۱۶۲تا۱۶۴)

حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ارشاد فرمایا:

''میں نے خود حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مقولہ سنا ہے کہ: بھائی یہ سلسلہ میں نے اس لئے جاری کیا ہے کہ مدارس کو طالب علم ملیں اور مشائخ کو مرید ملیں تاکہ علم بھی پھیلے اور اخلاق بھی درست ہوں۔''

ان امور کو تحریر میں لانے کا اصل مقصود یہی ہے کہ یہ بتایا جائے کہ ہمارے اکابر کا طرز عمل' ایک دوسرے کے تعاون' احترام واکرام اور ربط وتعلق کا رہا ہے' اللہ تعالیٰ ایسی فضا کو عام فرمادے۔

مؤلف کتاب کا تعلق ایک طرف اہل اللہ سے رہا ہے' دوسری طرف علماء کا بے حد اکرام واحترام ان میں پایا جاتا ہے اور تیسری طرف یہ کہ وہ خود جماعت کے ایک فعال رکن ہیں' امید ہے کہ یہ کتاب ہر طبقہ کے لئے مفید ہوگی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی عمر دراز عطا فرمائے اور جملہ مکروہات وفتن سے محفوظ فرمائے:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

اب اخیر میں حق تعالیٰ شانہ سے میری دعا ہے کہ اللہ جل وعلیٰ اس کتاب کے مجموعہ کو مقبول عام فرمائے اور نافع بنائے اور خوب خوب اشاعت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین' بوسیلۃ سید المرسلین وخاتم النبیین۔ ☆......☆

قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' قادیانیت دجل وفریب کا نام ہے'

ختم نبوت کانفرنس میرپور خاص سے مولانا سعید احمد جلال پوری کا خطاب

میرپور خاص (پ ر) قادیانی اپنے نام نہاد جھوٹے مذہب کا غور سے مطالعہ کریں تو اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی اور پتا چل جائے گا کہ قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' قادیانیت دجل وفریب کا نام ہے' اور میں میرپور خاص کے قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کے لئے آیا ہوں' آؤ اسلام سب سے عظیم اور عزت والا مذہب ہے' اس کو قبول کرلو' اسی میں تمہاری بھلائی ہے' دیکھو زیڈ اے سلہری نے قادیانیت کیوں چھوڑی' شفیق مرزا نے قادیانیوں کو کیوں چھوڑا اور قادیانیت کے ڈسے ہوئے لوگوں نے شہر سدوم کیوں لکھی؟ دیکھو میں پچ کہ اسلام آؤ اور اسلام قبول کرلو۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے جانشین حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کا سالانہ ختم نبوت کانفرنس میرپور خاص سے خطاب' جو مسجد اقصیٰ سیٹلائٹ ٹاؤن میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ مسئلہ ختم نبوت' قرآن وحدیث اور اجماع امت سے واضح ہے' روز اول سے امت مسلمہ اس مسئلہ میں قربانی دیتی آرہی ہے اور دیتی رہے گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں عقیدہ ختم نبوت کے لئے کام کررہی ہے اور اس کام میں آپ مسلمان بھرپور شریک ہوکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور خوشنودی کا پروانہ حاصل کریں۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد' مولانا محمد اعجاز کے علاوہ میرپور خاص کے ہردل عزیز خطیب' فاضل مدرسہ بنوری ٹاؤن مولانا محمد عبداللہ اور مفتی حفیظ الرحمن نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس میں ہدیہ نعت کراچی کے مشہور نعت خواں حافظ محمد اشفاق نے پیش کی اور شرکائے کانفرنس کے ایمان کو گرمایا۔ کانفرنس میں بھرپور حاضری رہی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد علی صدیقی' مولانا شبیر احمد کرنالوی' مولانا حفیظ الرحمن نفیس' مولانا مفتی عبیداللہ انور' مولانا مفتی مسعود احمد' مولانا بشیر احمد' مولانا حافظ احتشام الحق' مفتی مقبول احمد' خلیل احمد' قاری بشیر احمد' قاری سلیمان بن محمد نے انتظامات احسن انداز سے کئے۔ حق تعالیٰ شانہ تمام جماعتی رفقاء کی محنت کو قبول فرماکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

REGD. NO. 33-160

لا نبی بعدی

بمقام **جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر**

کورس ردقادیانیت وعیسائیت

خان محمد

حضرت قبلہ شاہ نفیس الحسینی

نامور علماء ◉ مناظرین وماہرین فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ

بتاریخ

۴ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۸ھ

18 اگست تا 10 ستمبر 2007ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم از کم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب ردقادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

زیر اہتمام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ◉ چناب نگر ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ

فون: 047-6212611